PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کا تعاقب ۔ ۶
تاریخ کی پُراسرار اور سچی داستان

# ہڑپہ کا شیش ناگ

اے۔ حمید

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،
لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


پہلا باب ——— جادوگر کی شکست

دوسرا باب ——— نھائیں کی تلاش

تیسرا باب ——— جادوگر کا انتقام

چوتھا باب ——— پُراسرار تعاقب

پانچواں باب ——— ہڑپہ کا شیش ناگ

چھٹا باب ——— وحشی ملکہ

ساتواں باب ——— مصیبت کا سفر

آٹھواں باب ——— خونخوار عمیبا

نواں باب ——— صحرائے گوبی سے فرار

دسواں باب ——— پھر قید میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سنو پیارے بچو!

ہمارا ہیرو عنبر اکیلا صحرا میں سفر کرتا چلا جا رہا ہے۔ صحرا کے ایک مندر میں رقص کرتی رقاصہ اُسے موہنجو داڑو آنے کے لیے کہتی ہے۔ عنبر اس دعوت کے ساتھ ہی تاریخ عالم کی ایک پرانی تہذیب میں داخل ہوتا ہے۔ وہ بادبانی جہاز میں سفر کرتا موہنجو داڑو پہنچتا ہے۔ عنبر مندر میں پہنچ کر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ بڑا پروہت اُسے دربار میں پیش کرتا ہے۔ بادشاہ عنبر کو موت کی سزا سناتا ہے۔ مگر عنبر پر موت کا وار اثر نہیں کرتا۔ بادشاہ عنبر کا دوست بن جاتا ہے۔ صحرا کی شہزادی ثمانکیں مردانہ لباس میں سفر کرتی، صحراؤں میں سے گذرتی، قافلے کے ساتھ موہنجو داڑو کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بادشاہ عاتکہ کی کھال کھنچوانے کا حکم دیتا ہے مگر ہمارا ہیرو عنبر اُسے بچا لیتا ہے۔ اس کے آگے اس ناول میں پڑھیئے۔

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# جادو کی شکست

عانکہ کو زنجیروں میں جکڑ کر قید خانے پہنچا دیا گیا۔

اب عنبر کو دربار میں پیش کیا جانا تھا۔ بڑے پروہت نے اعلان کیا کہ اب اُس شخص کو دربار میں پیش کیا جائے گا جس نے نوجوان لڑکی عانکہ کو دیوتاؤں کی رسم کے مطابق اپنے مُردہ شوہر کے ساتھ جل مرنے سے بچایا تھا۔ شہزادے کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ ایک اجنبی شخص نے اُس کے ملک کے دیوتاؤں اور وہاں کے لوگوں کے مذہب کے خلاف ایک زبردست قدم اٹھایا تھا۔ بڑے پروہت کے اعلان کے بعد عنبر کو دربار میں پیش کر دیا گیا۔ وہ بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ عنبر دربار میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ شہزادے نے غور سے اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ تو گویا یہ وہ نوجوان تھا جس نے اُس کے بڑے پجاری کو ہلاک کر کے دیوتاؤں کی توہین کی تھی۔ وہ غصے میں کانپنے لگا۔ بڑے پروہت نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"حضور! یہ وہ نوجوان ہے جس نے ہمارے مقدس بڑے پجاری کو ہلاک کر دیا اور اپنے خاوند کے ساتھ زندہ جل مرنے والی لڑکی کو بھگا کر لے گیا۔
شہزادے نے کہا
"اے نوجوان! کیا تم اس الزام سے انکار کرتے ہو؟"
عنبر نے کہا۔
"نہیں شہزادہ سلامت!"
شہزادے کے ساتھ سارے درباری حیران رہ گئے کہ مجرم نے کس دیدہ دلیری کے ساتھ اپنے جرم کو تسلیم کر لیا تھا۔ شہزادے کی ماں نے عنبر سے پوچھا۔
"کیا تم کو معلوم ہے کہ اس جرم کی سزا کتنی بھیانک ہے؟"
عنبر نے بڑی بہادری سے جواب دیا۔
"جانتا ہوں ملکہ عالیہ!"
"تو کیا تمہیں سزا کا ڈر نہیں ہے؟"
"میں صرف خدائے واحد سے ڈرتا ہوں ملکہ سلامت۔ مجھے دنیا میں اور کسی سے کوئی ڈر یا خوف نہیں ہے۔"
شہزادے نے بلند آواز میں کہا۔
"تم نے ہمارے بڑے پجاری کو قتل کرنے کی جرأت کی"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر نے کہا

"شہزادہ سلامت! وہ مجھ سے مقابلے پر اُتر آیا تھا۔ اگر میں اُسے ہلاک نہ کرتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔ وہ ایک انتہائی خوفناک اور غیر انسانی فرض ادا کرنا چاہتا تھا۔ میں یہ برداشت نہ کر سکا۔ جس طرح اُس نے ادا کرنے کی کوشش کی اسی طرح میں نے بھی اپنا فرض ادا پورا کیا اور نوجوان بے گناہ لڑکی کو زندہ آگ میں جلنے سے بچا لیا۔"

بڑے پروہت نے چیخ کر کہا۔

"تم نے ہمارے دیوتاؤں کی اور ہمارے مذہب کی توہین کی ہے۔ ہم اسے کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم تمہیں اس کی سخت سے سخت سزا دیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

"شہزادہ سلامت! بڑے پروہت سے پوچھیں کہ انہوں نے چِتا میں آگ لگاتے کی ہزار بار کوشش کی مگر ایک بار بھی لکڑیوں نے آگ نہ پکڑی۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ کیا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ دیوتا ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ ایک زندہ لڑکی خاوند کے ساتھ اپنے مردہ خاوند کے ساتھ آگ میں جل مرے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"یہ بکواس ہے" بڑے پروہت نے چیخ کر کہا۔
دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق لڑکی کو جلا دینا چاہیئے تھا"
"تو پھر تم لوگ اُسے کیوں نہیں جلا سکے؟" عنبر نے
پوچھا۔
بڑے پروہت نے شہزادے کی طرف دیکھ کر کہا۔
"اس لئے شہزادہ سلامت کہ اس نوجوان نے آگ
پر جادو کر دیا تھا۔ یہ شخص جادوگر بھی ہے۔ اس کے
جادو کی وجہ سے آگ نہیں جلی"
شہزادے نے پوچھا۔
"کیا تم جادوگر بھی ہو اے نوجوان"؟
عنبر مسکرایا۔
"ہرگز نہیں شہزادہ سلامت! میں جادوگر نہیں ہوں۔
میں تو ایک عام انسان ہوں جو ملک افریقہ سے تجارت
کی غرض سے آپ کے شہر آیا ہے"
"پھر چتا پر لکڑیوں نے آگ کیوں نہیں پکڑی تھی؟"
شہزادے نے پوچھا۔
عنبر نے کہا
"اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ دیوتا اس ہلاکت کے
خلاف تھے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ لڑکیاں ہمیشہ اپنے خاوندوں کے ساتھ زندہ آگ میں جلتی آئی ہیں اور کبھی دیوتا ناراض نہیں ہوئے ۔ پھر اس دفعہ انہیں خاص طور پر ناراض ہونے کی کیا ضرورت تھی ؟"

بڑے پروہت کے اس سوال کا عنبر کے پاس کوئی جواب نہیں تھا ۔ شہزادے نے بھی عنبر کی طرف دیکھا کہ وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے ۔ مگر عنبر خاموش رہا ۔ وہ کوئی جواب دینا بھی نہیں چاہتا تھا ۔ اس لئے کہ ان لوگوں سے بحث فضول تھی ۔ عنبر چاہتا تھا کہ وہ اُسے جو سزا دینا چاہتے ہیں دے دیں تاکہ اس وقت شہزادے اور درباریوں پر یہ بھید کھُلے کہ جس نوجوان کو وہ مار ڈالنا چاہتے ہیں وہ مر نہیں سکتا ۔

شہزادے نے عنبر کو خاموش دیکھ کر پوچھا ۔

"کیا واقعی تم جادوگر ہو ؟"

"نہیں شہزادہ سلامت !"

شہزادے نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اعلان کیا ۔

"کل اُس لڑکی کے ساتھ اِس نوجوان کی بھی کھال کھینچ کر اس میں گھاس بھر کر شہر کے دروازے میں لٹکا دی جائے ۔ تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو کہ دیوتاؤں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



توہین کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔"

سارے درباریوں نے بادشاہ کے اس فیصلے پر خوشی سے تالیاں بجائیں۔ بڑا پروہت بڑا خوش تھا کہ اُس کے دوست کے قاتل کو ٹھیک سزا ملی۔ اُس نے شہزادے سے کہا۔

"شہزادہ سلامت! میری درخواست ہے کہ کل جس وقت ان کافروں کی کھال کھینچی جائے تو آپ بھی وہاں موجود ہوں۔"

شہزادے نے کہا

"ایسا ہی ہوگا۔ ہم وہاں موجود ہوں گے۔"

دربار برخواست ہو گیا۔ سپاہی عنبر کو لے کر قید خانے کی طرف چلے گئے۔ ساری رات عنبر سو نہ سکا۔ اُسے عاتکہ کے بارے میں پریشانی تھی کہ موت کی سزا سُن کر وہ کہیں صدمے سے پہلے ہی جان نہ دے دے۔ اُس کی کوٹھڑی وہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔ اگر وہ قریب ہوتی تو عنبر اُسے ضرور حوصلہ دیتا۔ مگر جب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کسی پہریدار کے ہاتھوں پیغام بھی نہیں بھجوا سکتا تھا۔

سی سوچ بچار میں صبح ہو گئی۔ سپاہی آئے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اُن دونوں کو لے کر اس جگہ لے چلے جہاں اُن دونوں کی کھال کھنچوائی جانے والی تھی۔ شہزادہ پہلے ہی سے وہاں تخت پر موجود تھا۔ جلاد بڑا سا چھرا ہاتھ میں لیئے تیار کھڑا تھا۔ اُس کا کام محض اتنا تھا کہ بادشاہ کے حکم پر اُن دونوں کی باری باری کھال کھینچ دے۔ عنبر اور عاتکہ جب وہاں لائے گئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عاتکہ بے چاری کا خوف کے مارے بُرا حال تھا۔ اُن کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ ایک ہی رات میں صدمے سے پگھل کر دبلی ہو گئی تھی۔ اُس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"خدائے عظیم کے حوالے عنبر! اب ہم اگلی دنیا میں ملیں گے۔ یہ لوگ اب ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں اب ان ظالموں کے ظلم سے نہیں بچا سکتی۔"

عنبر نے عاتکہ کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"عاتکہ! خدائے عظیم کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ اگر چاہے تو ایک کمسن بچے کو سمندر کے طوفان سے بچا سکتی ہے۔ وہ اگر چاہے تو صحرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



میں پھول اُگا سکتا ہے اور سمندر میں پہاڑ پیدا کر سکتا ہے۔ تم بالکل نہ گھبراؤ اور خدائے عظیم کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔"

"مگر عنبر! یہ لوگ تو چھرے لیے میرے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ ابھی میری کھال کھینچ دیں گے۔"

"اپنا دھیان خدا کی طرف رکھو عاتکہ! یقین کرو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔"

بڑے پروہت نے شہزادے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"شہزادہ سلامت اجازت دیں کہ ان کافروں سے اپنے دیوتاؤں کی توہین کا بدلہ لیا جائے۔"

شہزادے نے ہاتھ کھڑا کرکے کہا۔

"اجازت ہے۔"

بڑے پروہت نے جلّاد کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"سب سے پہلے لڑکی کو لایا جائے۔"

یہ سُن کر عاتکہ بیچاری کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اُس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ دو سپاہی اُسے گھسیٹتے ہوئے درمیان میں چبوترے پر لائے اور اُسے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ عاتکہ پر بے ہوشی کی حالت طاری تھی۔ بڑے پروہت نے ایک ہاتھ آسمان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کی طرف اٹھا کر کہا۔

"اے عظیم دیوتا مردوک! اس لڑکی نے تیرے اصولوں کی توہین کی اُس نے اپنے خاوند کے ساتھ جل مرنے سے انکار کیا۔ یہ بھاگ گئی اور تمہارے قانون کا مذاق اڑایا۔ ہم تمہاری توہین اور بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے اس کی کھال کھینچ رہے ہیں۔ اب تمہیں خوش ہو جانا چاہیئے"

پروہت نے جلّاد کو اشارہ کر دیا۔

جلاد نے آگے بڑھ کر چھُرا اٹھایا اور عاتکہ کے سر کے بال کاٹ کر پرے پھینک دیئے۔ اب اُس نے اُس کی کھال اتارنی تھی۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ سر کے درمیان میں چھُرے سے شگاف دے کر کھال کھوپڑی سے اوپر کاٹ دی جاتی تھی اور پھر اُسے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھینچا جاتا تھا۔ اس سے مرنے والے کو بے حد اذیت ہوتی تھی۔ وہ درد اور کرب سے چلاتا تھا مگر جلاد اپنے ہولناک کام میں لگا رہتا تھا۔ عنبر کے لیے یہ لمحہ بڑا فکر انگیز تھا۔ بڑا خطرناک تھا۔ وہ کسی حالت میں بھی عاتکہ کو اس بے دردی سے موت کے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اُس نے خیال ہی خیال میں آنکھیں بند کر کے بلبلیں کی بہن دیوی کو یاد کیا اور کہا کہ وہ اُس کی اور عاتکہ کی مدد کو آئے۔ اُس نے تین بار اُسے خاموشی کی زبان میں پکارا۔ تیسری بار پکارنے پر دیوی ظاہر ہو گئی اور اُس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کو سوائے عنبر کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دیوی نے کہا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم نے مجھے کس لیے بلایا ہے"

عنبر نے کہا۔

"اے دیوی! اس بے گناہ لڑکی کی مدد کر۔ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یہ معصوم ہے۔ اس کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے۔"

دیوی مسکرائی اور کہنے لگی

"گھبراؤ نہیں عنبر! میں اس لڑکی کی ضرور مدد کروں گی۔ یہاں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اس لڑکی کو کچھ کہہ سکیں۔ تم دیکھتے جاؤ کہ میں کیا کرتی ہوں"

"تمہارا شکریہ دیوی! اگر آج تم میری مدد کو نہ آتی تو یہ لوگ اس بے گناہ کی کھال کھینچ لیتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اذیت کی موت مار چکے ہوتے۔"

"ایسا ہرگز نہیں ہوگا عنبر! ہرگز نہیں ہوگا۔"

اس دوران میں جلاد نے چھرا اٹھایا۔ ستون کے ساتھ بندھی ہوئی لڑکی نے ایک خوفناک چیخ ماری۔ جلاد نے چھرا لہرایا اور قریب تھا کہ وہ بڑے زور کے ساتھ عائکہ کے سر میں ایک گہرا شگاف ڈال دیتا کہ اچانک اس کے ہاتھ سے چھرا چھن کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔ جلاد پریشان سا ہو گیا۔ شہزادہ اور پروہت بھی تعجب کرنے لگے۔ جلاد نے جلدی سے چھرا اٹھا لیا اور دوسری بار لڑکی کے سر پر حملہ کرنے لگا۔ ابھی چھرا عائکہ کے سر کے قریب ہی آیا تھا کہ جلاد کے ہاتھ سے چھرا اچھل کر فضا میں بلند ہوا اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ اس کے کندھے پر ایسا لگا کہ جلاد کی گردن تن سے الگ ہو کر فرش پر گر پڑی۔ دربار میں ایک کہرام مچ گیا۔

شہزادہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کیا ہو گیا؟"

بڑے پروہت نے چیخ کر کہا۔

"یہ جادوگر ہے شہزادہ سلامت۔ اسے پہلے قتل کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دیا جائے۔"

شہزادے نے کہا۔

"پہلے اس نوجوان کو قتل کر دو۔"

دو سپاہی تلواریں لے کر عنبر کی طرف بڑھے۔ انہوں نے تلواریں لہرائیں اور عنبر پر پوری طاقت سے حملہ کر دیا۔ یہ ان کی بدنصیبی تھی۔ تلواریں اُن کے ہاتھوں سے بھی چھوٹ کر پرے جا گریں۔ شہزادے کے حکم سے دوسرے سپاہی آگے بڑھے۔ انہوں نے نیزے بلند کئے وہ عنبر کو نیزوں میں پرو دینا چاہتے تھے۔ عنبر نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا۔ دیوی اُس کی مدد کر رہی تھی۔ سپاہیوں کے ہاتھوں سے نیزے اُچھلے اور پھر اُن کے جسموں میں اتر گئے۔

سپاہی چیخ مار کر فرش پر گرے اور خون میں لت پت تڑپنے لگے۔ شہزادے کی ماں نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"ٹھہرو ـــــ اس نوجوان کے ساتھ جادوگر مقابلہ کریں گے۔"

یہ پروہت اور دربار کے جادوگروں کے امتحان کا وقت تھا۔ شہزادے نے بھی اپنی ملکہ والدہ کے خیال کی تائید کی۔ اور کہا کہ دربار کا سب سے بڑا جادوگر سامنے آئے اور عنبر کو زیر کرنے کی کوشش کرے۔ اُن کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



خیال تھا کہ عنبر چونکہ جادوگر ہے اس لیے اُس پر کسی طاقت کا اثر نہیں ہوگا۔ اُسے صرف جادو کے زور ہی سے قابو کیا جا سکتا ہے۔ دربار کے بڑے جادوگر نے اٹھ کر شہزادے کو سلام کیا اور کہا۔

"غلام حاضر ہے عالم پناہ!"

شہزادے نے کہا

"اے شاہی جادوگر! اس نوجوان کو اپنے جادو کے زور سے فتح کرو۔ اس نے ہمارے دیوتاؤں کی توہین کی ہے اور ہمارے کئی آدمیوں کو اپنی جادوگری سے ہلاک کر دیا ہے۔"

"جو حکم عالم پناہ!"

جادوگر نے سر جھکا کر شہزادے کی تعظیم بجا لائی اور پھر اپنی لال لال آنکھوں سے عنبر کی طرف دیکھا۔

"اے نوجوان! کیا تم جادوگر ہو؟ اگر جادوگر ہو تو اپنے اُستاد کو یاد کرو۔ اور میرا پہلا وار برداشت کرو۔"

عنبر نے کہا۔

"میں جادوگر نہیں ہوں۔ بلکہ خدائے واحد کی پرستش کرنے والا ہوں۔ میرا رب میری حفاظت کرتا ہے۔ میرا کوئی اُستاد نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


سے جادو سیکھا ہے۔"
شاہی جادوگر بولا۔
"تو پھر اپنے خُدا کو کہو کہ وہ تمہیں میرے جادو سے بچائے۔ میں تم پر وار کرنے لگا ہوں۔"
"میرا خدا ضرور میری مدد کرے گا۔"
عانکہ ستون کے ساتھ بندھی یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اُسے کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آ سکتا تھا کہ وہ جلّاد کے چھرے سے بچ جائے گی۔ اب وہ عنبر کے لئے دل ہی دل میں دُعا مانگ رہی تھی کہ اے ربِ عظیم اُسے اپنی پناہ میں رکھنا۔ دیوی بھی خدائے عظیم کے حُکم سے عنبر کی مدد کر رہی تھی۔ عنبر اپنی جگہ پر چُپ چاپ کھڑا تھا۔ شاہی جادوگر نے ایک ہاتھ اوپر اُٹھا کر عنبر کی طرف اشارہ کیا۔ اچانک زمین پر ایک شعلہ لپکا اور وہ شعلہ رقص کرتا ہوا عنبر کی طرف بڑھنے لگا۔ عنبر کے قریب آ کر شعلے نے لپک کر عنبر کو جلا کر خاک کرنا چاہا۔ مگر عنبر نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور آگ کا شعلہ ایک دم یوں بجھ گیا جیسے کسی نے اُس پر پانی کی بالٹی انڈھیل دی ہو۔ شاہی جادوگر نے دوسرا وار کیا۔ اُس نے زمین پر پاؤں مارا۔ اور اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ساتھ ہی سمندر کی ایک بہت بڑی طوفانی لہر اٹھی اور عنبر کی طرف خوفناک تیزی کے ساتھ بڑھی۔ عنبر نے بھی اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ پاؤں زمین پر مارنے کی دیر تھی کہ سمندر کی طوفانی بھاپ بن کر اڑ گئی۔ شہزادہ اور سارے درباری حیران ہو گئے کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ یہ نوجوان سا لڑکا دربار کے پرانے اور شاہی جادوگر کو کس طرح شکست دے رہا ہے؟ اس دفعہ شاہی جادوگر نے غصے میں آکر اپنا ڈنڈا زمین پر پھینک دیا۔ زمین پر ہزاروں زہریلے سانپ پیدا ہو گئے اور پھنکارتے ہوئے عنبر کی طرف بڑھنے لگے۔ عنبر نے بھی اپنا دوسرا پاؤں زور سے زمین پر مارا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بھیانک اژدہا زمین پر نمودار ہوا اور اس نے شاہی جادوگر کے سارے کے سارے پھنکارتے ہوئے سانپ ایک ہی سانس کے ساتھ نگل کر ہڑپ کر لئے۔ شاہی جادوگر نے آخری وار کرنا چاہا مگر عنبر نے دیوی کو اشارہ کیا۔ شاہی جادوگر ایک قلابازی کھا کر فضا میں بلند ہوا اور ہوا میں الٹا لٹکا دیا گیا۔ وہ رو رو کر آوازیں دینے لگا۔

"مجھے بخش دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جادوگر کی شکست کے ساتھ ہی سارے دربار کی فضا بدل گئی۔ بڑا پروہت غصے میں وہاں سے چلا گیا۔ شہزادے کو یقین ہو گیا تھا کہ عنبر سب سے بڑا جادوگر ہے اور اُسے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ اُس نے عنبر کو بُلا کر کہا۔

"کیا تم نے یہ جادو دیوتاؤں سے سیکھا ہے"؟

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# تھائیس کی تلاش

عنبر مسکرا رہا تھا۔ اُس نے ستون کے ساتھ بندھی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"پہلے اس لڑکی کو آزاد کیا جائے۔"

شہزادے کے حکم سے عاتکہ کو اُسی وقت آزاد کر دیا گیا۔ عاتکہ آزاد ہوتے ہی دوڑتی ہوئی چبوترے سے نیچے اُتری اور عنبر کا ہاتھ چوم کر بولی۔

"اے مقدس انسان! خدائے عظیم نے اپنی رحمت سے تمہاری جان بچا لی۔"

عنبر نے لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"عاتکہ! ہمیں ہر حالت میں اپنے رب عظیم کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ اگر وہ ہم پر اپنی رحمت نازل نہ کرتا تو ہم اس وقت خاک و خون میں تڑپ رہے ہوتے۔"

شہزادے کی ملکہ والدہ بھی عنبر کے پاس آ گئی تھی۔ شہزادے نے ایک بار پھر عنبر سے پوچھا کہ اُس نے یہ جادو کہاں سے حاصل کیا ہے؟ عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"اے بادشاہ شہزادے! جسے تم جادو کہہ رہے ہو یہ جادو نہیں ہے بلکہ میرے خدائے واحد کا کرم ہے۔ جو ہم دونوں پر ہوا۔ جادو تمہارے شاہی جادوگر کے پاس تھا جس کو میں نے شکست دے دی۔ میرے پاس اگر جادو ہوتا تو مجھے بھی شکست ہو جاتی۔ مگر میرے پاس جادو نہیں ہے۔ جادو میرے مذہب میں حرام ہے"

شہزادے نے پوچھا۔

"تمہارا مذہب کونسا ہے؟"

"اے شہزادے میں ایک خدا کی پوجا کرتا ہوں۔ جو ساری کائنات کا مالک ہے۔ جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ جو ایک ہے اور ہمیشہ ایک رہے گا"

شہزادے کی والدہ نے کہا

"ہم اپنے دیوتاؤں کو ہی اپنا خدا مانتے ہیں۔ ہم تمہارے خدا کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ لیکن تم ایک بہت بڑے جادوگر ہو۔ اور ہم تمہیں اپنے دربار کا سب سے بڑا شاہی جادوگر بناتے ہیں۔ کیا تمہیں یہ عہدہ قبول ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



شہزادے نے کہا۔
"ہماری خواہش ہے کہ تم ہمارے دربار میں شاہی جادوگر کا عہدہ قبول کرو!"
"مجھے منظور ہے۔"
شہزادہ عنبر سے بے حد متاثر ہو چکا تھا۔ چنانچہ اُس نے اُسی وقت عنبر کے شاہی جادوگر بننے کا اعلان کر دیا اس اعلان کو سُن کر پرانا شاہی جادوگر جل بھُن کر خاک ہو گیا۔ وہ انتہائی غصّے کے عالم میں اپنے شاگردوں کے ساتھ دربار سے باہر نکل گیا۔ شہزادے نے عنبر کو شاہی جادوگر کا لباس عطا کیا اور اپنے ہاتھ سے اُس کے ماتھے پر زعفران چھڑکا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ آج سے عنبر موہنجو داڑو کی حکومت کا سرکاری جادوگر ہے۔
عنبر کے رہنے کے لیے سب سے بڑی عبادت گاہ کے پہلو میں ایک بارہ دری عطا کر دی گئی۔ اس بارہ دری کے اردگرد ایک خوبصورت باغ تھا جس کے تالاب میں ایک آبشار گر رہی تھی۔ عاتکہ کو ملکہ نے اپنے پاس بُلا لیا اور کہا۔
"تمہیں بہت جلد تمہارے ماں باپ کے حوالے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر دیا جائے گا۔ اب تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم شاہی حفاظت میں ہو۔"

عاتکہ نے سر کو ادب سے جھکا کر ملکہ کا شکریہ ادا کیا اور عنبر کو خدا حافظ کہہ کر شاہی حرم کی طرف چل دی۔ عنبر بھی اپنی عبادت گاہ والی بارہ دری میں آ گیا۔ شاہی جادوگر کی حیثیت سے اُس کا کام صرف اتنا تھا کہ اگر کبھی کسی دوسرے ملک کا کوئی جادوگر موہنجو داڑو آ کر مقابلے کی دعوت دے تو وہ حکومت کی طرف سے اُس کا مقابلہ کرے اور اُسے شکست دے کر موہنجو داڑو کی حکومت کا نام اونچا رکھے۔ عنبر نے یہ عہدہ صرف اس لئے قبول کر لیا تھا کہ وہ موہنجو داڑو میں رہنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ اُس دور میں سوائے اس شہر کے اور کوئی شہر ایسا نہیں تھا جو ترقی یافتہ ہو۔ صرف وہاں سے کافی فاصلے پر ہڑپہ ایک ایسا شہر تھا جو تہذیب و ترقی میں موہنجو داڑو کا مقابلہ کرتا تھا۔ عنبر نے سُن رکھا تھا کہ ہڑپہ میں لوگ بھینیں اور بیل کے ساتھ ساتھ سانپوں کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ تھائیس بھی اُسی شہر کی رہنے والی تھی۔ عنبر کو تھائیس کا خیال آیا تو وہ سوچنے لگا کہ جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



وہ عورت بے چاری کہاں ہوگی ؟ ڈاکوؤں کے اغوا کرنے کے بعد سے عنبر نے اُس کی کوئی بھی خبر نہیں سُنی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ ضرور مصر یا شام کے بازار میں ایک کنیز کی طرح کسی امیر کے ہاتھ فروخت کر دی گئی ہوگی اور اب وہ کسی گھر میں نوکرانی بن کر زندگی کے دن پورے کر رہی ہوگی۔ اس نے دیوی سے کئی بار اُس کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی مگر اُس نے ہر بار اُسے یہی بتایا کہ تھائیس کسی قافلے کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔ عنبر بڑا حیران ہوتا کہ وہ اُس وقت سے لے کر اب تک کسی قافلے کے ساتھ سفر کر رہی ہوگی؟

اب ذرا تھائیس کا بھی حال سنو!

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تھائیس سیاہ فام کے شہزادے کے چنگل سے بھاگ کر مصر سے ملک سندھ کی طرف آنے والے قافلے میں مردانہ لباس پہن کر العارف عرب تاجر کی حیثیت سے سفر کر رہی تھی اور ایک شامی نام کا عرب تاجر راستے میں اُس کا دوست بن گیا تھا۔ اُس تاجر کو بالکل علم نہیں تھا کہ جس عرب سوداگر کو وہ آدمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سمجھ رہا ہے وہ حقیقت میں ایک عورت ہے۔ اُدھر سیاہ فام شہزادے نے اپنے خاص سپاہیوں کو تھائیس کی تلاش میں روانہ کر دیا تھا۔

تھائیس کا قافلہ اپنے اصولوں کے مطابق دن کو دھوپ اور گرمی میں زیادہ دیر آرام کرتا اور رات کو سفر شروع کر دیتا۔ جبکہ سیاہ فام شہزادے کے سپاہی قافلے تک جلد سے جلد پہنچنے کی غرض سے دن رات گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ وہ صرف کسی وقت تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لیتے اور گھوڑوں کو پانی وغیرہ پلا کر تازہ دم کر لیتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا تو وہ قافلے کے قریب آن پہنچے۔ اس وقت وہ تھائیس کے قافلے سے ایک دن کی مسافت پر سفر کر رہے تھے اور تھائیس کا قافلہ ایک نخلستان میں آرام کر رہا تھا۔ قافلے والوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور کھاتے پیتے میں مصروف تھے۔

شامی تاجر اونٹ کی گردن آگ پر بھون رہا تھا۔ تھائیس بھی مردانہ لباس میں اُس کے قریب بیٹھی کھجوروں کا حلوہ تیار کر رہی تھی۔ شامی تاجر نے کہا
اُلعارف! یار تم تو بالکل عورتوں کی طرح حلوہ تیار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر رہے ہو۔ ایسے لگتا ہے جیسے تم عورتوں کے درمیان کافی عرصہ رہے ہو۔"

تھائیس کانپ گئی۔ کہیں شامی کو پتہ تو نہیں چل گیا کہ وہ عورت ہے؟ لیکن نہیں اُسے تو صرف شک ہی ہوا تھا۔ تھائیس نے کہا۔

"میرا بچپن اپنی خالاؤں کے ساتھ بسر ہوا ہے۔ میرا باپ بچپن ہی میں مرگیا تھا۔"

"جب ہی میں بھی حیران تھا کہ میرا دوست العارف کبھی کبھی عورتوں کی طرح کیوں حرکتیں کرنے لگتا ہے۔"

تھائیس نے مردوں کی طرح قہقہہ لگا کر شامی کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا۔

"دوست! میں تو پورا اور پکا مرد ہوں۔ بھلا مرد بھی کبھی عورت ہو سکتا ہے!"

"کبھی نہیں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔" لو اب یہ بھنا ہوا اونٹ کھاؤ۔"

"شکریہ!"

تھائیس نے اونٹ کی گردن کا ایک بڑا سا ٹکڑا توڑا اور اُسے وحشی مردوں کی طرح کھانے لگی۔ اس سے پہلے اُس نے کبھی اس طرح گوشت نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کھایا تھا مگر اب وہ ایسا کرنے پر مجبور تھی - گوشت کو مردوں کی طرح چباتے ہوئے اس کے جبڑے بہت جلد درد کرنے لگے - مگر وہ اپنے آپ کو مرد ظاہر کرنے کے لیے منہ ہلاتی گئی - شامی تاجر بھی اُس کے ساتھ ہی کھا رہا تھا - اس نے حلوے کا ایک نوالہ لیتے ہوئے کہا -

"دوست ! آؤ ذرا پنجہ آزمائی کریں - دیکھیں ہم میں سے کون زیادہ طاقتور ہے - ذرا ورزش بھی ہو جائے گی"
تھائیس کی تو جان ہی نکل گئی - کیونکہ وہ کسی حالت میں بھی شامی تاجر سے طاقت ور نہیں تھی - ہو سکتا تھا کہ وہ تھائیس کی کلائیاں دیکھ کر اندازہ لگا لے کہ یہ تو عورت ہے - تھائیس نے بہت انکار کیا مگر شامی اپنی ضد پر اڑا رہا - آخر اس نے آگے بڑھ کر تھائیس کا پنجہ اپنے پنجے میں تھام لیا اور زور آزمائی کرنے لگا - تھائیس بیچاری آخر عورت تھی - اس کی چیخ نکل گئی - شامی بڑا حیران ہوا کہ مرد ہو کر وہ ذرا سا دباؤ بھی برداشت نہیں کر رہا - اس نے زور سے جھٹکا دے کر تھائیس کو زمین پر گرا لیا - تھائیس کی زمین پر گرتے ہی پگڑی کھل گئی اور لمبے لمبے کالے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بال لہرانے لگے۔ شامی کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
"اُف کیا ــــ کیا تم عورت ہو؟"
تھائیس نے جھٹ اُٹھ کر پگڑی بال سمیٹ کر سر پر رکھی اور شامی کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔
"خاموش!"
شامی تاجر خاموش ہو گیا۔ وہ پہلے ہی بڑا حیران تھا۔ تھائیس نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے سرگوشی میں چُپ رہنے کو کہا تو وہ اور بھی خوف زدہ سا ہو گیا۔ اُس نے جھکے سے آگ کے پاس بیٹھ کر حلوے کی رکابی اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔
"العارف! تم عورت ہو۔ تم مرد کے بھیس میں سفر کیوں کر رہے ہو؟ یقین کرو اب جبکہ تمہارا بھید مجھ پر کھل گیا ہے یہ بھید میرے سینے میں محفوظ رہے گا"
تھائیس نے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔
"کیا تم سچ کہتے ہو شامی؟"
"ہاں ـ میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر نہیں سچ کہتا ہوں۔ میں کسی سے ذکر تک نہیں کروں گا۔ لیکن مجھ پر اس راز سے پردہ ضرور اُٹھاؤ کہ تم اس قافلے میں مردانہ بھیس بدل کر سفر کیوں کر رہی ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھائیس نے پہلے تو سوچا کہ وہ شامی پر اصل حقیقت واضح نہ کرے۔ اُسے ہرگز نہ بتائے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آ رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔ مگر پھر اُس نے سوچا کہ جانے راستے میں کس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں اور اُسے شامی کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت پیش آ جائے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اُسے تمام حالات سے باخبر کر دیا جائے۔ چنانچہ اُس نے الف سے لے کر یے تک شامی تاجر کو ساری کہانی بیان کر دی۔ شامی تاجر بڑے غور سے تھائیس کی کہانی سُنتا رہا۔ جب وہ اپنی داستان ختم کر چکی تو شامی نے کہا۔

"تمہاری داستان بڑی دردناک ہے تھائیس! مگر تم گھبراؤ نہیں۔ میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گا اور تمہیں حفاظت سے ہر طرح تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا کر آؤں گا۔"

"میں تمہارا یہ احسان کبھی فراموش نہ کروں گی شامی۔"

شامی کچھ دیر سوچ کر بولا۔

"ایسا کبھی ہو نہیں سکتا کہ سیاہ فام کانے شہزادے نے اپنے سپاہی تمہاری تلاش میں روانہ نہ کئے ہوں۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک بیس ہزار دینار میں خریدی ہوئی کنیز کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے سپاہی ضرور تمہاری تلاش میں آرہے ہوں گے۔"

نفائیس نے گھبرا کر کہا۔

"اگر ایسا ہو گیا تو بڑی بھیانک بات ہو گی۔ میری ساری محنت خاک میں مل جائے گی اور پھر تو میں مرتے دم تک اپنے ماں باپ کی صورت نہ دیکھ سکوں گی۔"

"سیاہ فام کانا تمہیں دوبارہ گرفتار کرنے کے بعد تم پر بے پناہ ظلم ڈھائے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی ایسی چار دیواری میں بند کر کے رکھے جہاں تم سورج کی روشنی بھی نہ دیکھ سکو۔"

نفائیس خوف سے زرد ہو گئی۔ شامی نے اس کی پریشان حالت دیکھ کر اسے تسلی دی اور کہا کہ وہ بالکل نہ گھبرائے۔ حالات کیسے بھی ہوئے وہ اس کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ اگر سیاہ فام کانے کے سپاہی آ بھی گئے تو وہ اسے چھپانے کی کوشش کرے گا۔ نفائیس مطمئن ہو گئی مگر دل میں اسے یہی دھڑکا لگا رہا کہ اگر سیاہ فام کانے کے سپاہی اس کی تلاش میں آ گئے تو اس کو ضرور گرفتار کر کے لے جائیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


آخر جس کا اُسے ڈر تھا وہ ہو کر رہا۔
قافلہ صبح سے نخلستان میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ دھوپ ڈھلنے لگی تو قافلے میں کُوچ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ابھی اونٹوں پر مال کی گٹھڑیاں لادی جا رہی تھیں کہ دُور سے گرد اڑتی نظر آئی۔ قافلہ کے سردار نے آنکھوں پر ہتھیلی کا سایہ کر کے اُس طرف دیکھا اور اپنے ساتھی سے کہا۔
"معلوم ہوتا ہے کوئی سوار آ رہے ہیں۔ ہمیں اُن کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے مصر سے کوئی ضروری پیغام لے کر آ رہے ہوں"
گھوڑوں کی گرد اُڑتی شامی تاجر اور تھائیس نے بھی دیکھ لی تھی۔ تھائیس پریشان ہو گئی۔ اُس نے شامی سے کہا
" میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ سیاہ فام شہزادے کے سپاہی ہیں۔ وہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو تلاشی لینے کے بعد مجھے ضرور پکڑ لیں گے۔ اب کیا ہوگا؟"
شامی نے دُور گھوڑ سواروں کی اڑتی گرد کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو۔ اس کا ابھی بندوبست کئے دیتا ہوں"۔
شامی تاجر ایکدم چوکس ہو گیا۔ اُس نے نخلستان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



چاروں طرف نظر دوڑائی اور پھر تھائیس سے کہا۔
"میرے ساتھ آؤ۔"
تھائیس شامی کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ انہیں اُدھر جاتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔ کیونکہ سب لوگوں کی توجہ ان گھوڑ سواروں کی طرف تھی جن کے لوہے کے خود دھوپ میں چمکتے صاف دکھائی دینے لگے تھے۔ قافلہ سردار نے کہا۔
"یہ تو کسی شہزادے کی فوج کے سپاہی ہیں۔ ضرور کوئی خاص پیغام لے کر آ رہے ہیں۔"
وہ آگے بڑھ کر گھوڑ سواروں کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگے۔ اُدھر شامی تاجر تھائیس کو ساتھ لے کر کھجوروں کے ایک جھنڈ کے نیچے آ گیا۔ یہاں ریت کے ایک چھوٹے سے ٹیلے میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں رات کو کوئی جنگل جانور بسیرا کرتا ہے۔ شامی نے جلدی سے آگے بڑھ کر سوراخ کو چوڑا کیا۔ اندر اتنی جگہ تھی کہ ایک آدمی اس میں سمٹ کر چھپ سکے۔ شامی نے تھائیس سے کہا۔
"فوراً اس کھوہ میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ دیر مت کرو۔"
تھائیس پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی۔ اس نے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پل بھی ضائع نہ کیا اور کھوہ کے اندر گھس کر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی۔ شامی نے کچھ پتھر اور جھاڑیاں لے کر اس کھوہ کے منہ کے آگے کر دیں۔ کوئی آدمی اب اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے اندر کوئی عورت چھپی ہوئی ہے۔ اس کام سے فارغ ہو کر شامی فوراً واپس قافلے والوں کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں گھوڑ سوار سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ سپہ سالار نے گھوڑے سے اتر کر قافلہ سردار سے ہاتھ ملایا۔ قافلہ سردار سیاہ فام شہزادے کا دوست تھا۔ سپہ سالار نے اسے بتایا کہ شہزادے کی چہیتی کنیز بھاگ گئی ہے اور اس قافلے کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔

قافلہ سردار نے کہا۔

"میں خود آپ کے ساتھ قافلے کی تلاشی لیتا ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے بہترین دوست کی کنیز بھاگ کر میرے قافلے میں سفر کر رہی ہو اور مجھے علم ہی نہ ہو"۔

قافلے کی عام تلاشی شروع ہو گئی۔ اس زمانے میں مسافروں کے نام رجسٹروں میں کہاں درج کئے جاتے تھے۔ بس جتنے لوگ، عورتیں اور بچے وہاں موجود تھے ان میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سے ایک ایک کو گھور گھور کر دیکھا جانے لگا۔ مگر وہاں تھائیس موجود ہوتی تو کوئی اسے تلاش کرتا۔ سپہ سالار اور قافلہ سردار نے بار بار عورتوں کو غور سے دیکھا مگر تھائیس وہاں نہیں تھی۔ سپہ سالار نے کہا۔

"آخر وہ کہاں چلی گئی؟"

قافلہ سردار نے کہا کہ ہو سکتا ہے وہ مصر میں ہی کسی جگہ چھپی بیٹھی ہو۔ کیونکہ اگر وہ اس کے قافلے میں سفر کر رہی ہوتی تو ضرور پکڑی جاتی۔

"آپ کے سامنے ہم نے قافلے کے سارے کے سارے مسافروں کو گھور گھور کر دیکھ لیا ہے۔ تمام عورتوں کو دیکھا بھالا ہے۔ میرے دوست شہزادے کو جا کر میرا پیغام دیں کہ اگر ان کی کنیز میرے قافلے میں ہوتی تو میں اسے خود زنجیروں میں جکڑ کر ان کے پاس لاتا۔"

سپاہی ناامید ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ کنیز قافلے کے ساتھ سفر نہیں کر رہی کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ انہوں نے قافلے میں شریک تمام کے تمام مسافروں کو دو دو چار چار مرتبہ غور سے دیکھا تھا۔ ان کے جاتے ہی شامی نے اطمینان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کا سانس لیا۔ قافلے میں دوبارہ کوچ کرنے کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور ہر طرف ایک افراتفری سی مچ گئی۔ شامی موقع نکال کر کھجوروں کے جھنڈ کی طرف کھسک گیا۔ اس نے ریت کے ٹیلے پر سے پتھر اور جھاڑیاں ہٹا کر بھاتیں سے کہا کہ وہ باہر نکل آئے خطرہ ٹل گیا ہے۔ بھاتیں بے چاری ڈہری ہو کر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا۔ یہ خوش خبری سن کر اس نے سکھ کا سانس لیا اور فوراً جانور کے کھوہ میں سے باہر نکل آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# جادوگر کا انتقام

تھائیس کو ایک بار پھر نئی زندگی اور آزادی نصیب ہوئی تھی۔
اس نے شامی تاجر کا بے حد شکریہ ادا کیا جس کی وقت پر امداد نے تھائیس کو ظالموں کی گرفت سے نجات دلائی تھی۔ شامی تاجر اُسے ساتھ لے کر قافلے میں آ گیا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ تھائیس تلاشی کے وقت وہاں موجود نہیں تھی۔ گھوڑ سواروں کے جاتے ہی قافلہ کوچ کے لیے تیار ہو گیا اور دوبارہ ملک سندھ کی جانب اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ ملک سندھ وہاں سے صرف ایک رات کے فاصلے پر تھا اور اس قافلے کو ساری رات سفر کرنے کے بعد صبح موہنجو داڑو کی سرحدوں میں داخل ہو جانا تھا تھائیس نے خدائے عظیم کا شکر ادا کیا کہ وہ آخری بار مصیبت سے بچ نکلی۔ اب اُسے اپنے گھر تک سفر بہت آسان اور بے خطر نظر آ رہا تھا۔ آسمان پر ستارے نکل آئے تھے۔ صحرا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ان ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور قافلہ بڑے سکون کے ساتھ صحرا میں سفر کر رہا تھا۔ اونٹوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی آوازیں بڑی سُریلی لگ رہی تھیں۔ شامی اور تھائیس ایک ہی اونٹ پر بیٹھے تھے۔
شامی نے کہا۔
"دیوتاؤں کی مہربانی ہے ہم صبح موہنجو داڑو پہنچ جائیں گے۔ میں نے اگرچہ موہنجو داڑو رُکنا تھا مگر میں تمہیں ہڑپہ چھوڑ کر آؤں گا۔"
تھائیس نے کہا۔
"تم اتنی تکلیف نہ کرنا شامی! میں کسی دوسرے قافلے میں شریک ہو کر خود بخود اپنے گھر پہنچ جاؤں گی۔ مجھے موہنجو داڑو کی کارواں سرائے سے ہڑپہ جانے والا قافلہ آسانی سے مل جائے گا۔"
شامی کہنے لگا۔
"تھائیس جب تک مجھے یہ معلوم تھا کہ تم مرد ہو میں تمہاری طرف سے بے فکر تھا مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اب یہ میرا فرض ہے کہ میں تمہیں تمہارے گھر تک پہنچا کر آؤں۔ اس لئے کہ ایک تو تم عورت ہو دوسرے دشمن تلاش میں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھائیس نے کہا

" دشمن اب واپس جا چکا ہے شامی! وہ اب میری تلاش میں نکلے بھی تو مجھے نہیں پا سکتا۔"

" ایسا نہ کہو تھائیس! دشمن کی طرف سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں جو دشمن کی طرف سے غافل اور بے پروا ہو جاتے ہیں۔ دشمن کو ہمیشہ اپنے سر پر سمجھنا چاہیئے۔"

" لیکن موہنجو داڑو پہنچنے کے بعد مجھے کیا خطرہ ہو سکتا ہے شامی؟ وہاں سے تو میرا وطن شروع ہو جاتا ہے۔"

" ٹھیک ہے تھائیس۔ مگر دشمن بعض اوقات مکاری کے ساتھ وطن میں بھی آ کر وار کر جاتا ہے۔ اس لیئے میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر تک چلوں گا اور جب تمہیں تمہارے ماں باپ کے حوالے کر دوں گا تو اطمینان سے واپس آ جاؤں گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی"

اور قافلہ اپنے سفر پر چلتا چلا گیا۔

اُدھر موہنجو داڑو کے دربار کے پرانے شاہی جادوگر کو اپنی شکست اور دربار کے عہدے کے چھن جانے کا بے حد صدمہ تھا اور وہ انتقام کی آگ میں بھڑک رہا تھا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کسی نہ کسی طرح نئے شاہی جادوگر عنبر سے اپنی ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ پرانا جادوگر بڑا مکار تھا۔ اُسے اتنا معلوم تھا کہ وہ اپنے جادو کے ذریعے عنبر کو زیر نہیں کر سکتا۔ وہ جادو کے معاملے میں شاہی جادوگر سے بہت آگے تھا۔ اِس کا ثبوت اُسے شاہی دربار میں مل چکا تھا۔ وہ کسی اور طریقے سے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے چھوٹے جادوگر شاگردوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے ایک ہی مشورہ دیا کہ عنبر کی بجائے اُس لڑکی کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا جائے۔ جس نے دیوتاؤں کی توہین کی تھی اور جس کی جان بچانے کے لیے عنبر نے بڑے مندر کے پجاری کو مار ڈالا تھا۔ شاہی جادوگر نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ اُس لڑکی عاتکہ کو اغوا کر کے اس پرانے مندر کے تہہ خانے میں بند کر دیا جائے۔ پھر دیکھتے ہیں عنبر اُسے حاصل کرنے کے لیے کیا کرتا ہے؟ اگر وہ اُسے حاصل کرنے میں ناکام رہا تو وہ ضرور بادشاہ کی نظروں میں گر جائے گا۔ اگر وہ ایک بار بادشاہ کی نظروں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بگڑ گیا تو وہ ضرور اُسے دربار سے باہر نکال دے گا اور
میں یہی چاہتا ہوں کہ بادشاہ میرے دشمن کو ذلیل
کرکے دربار سے نکال باہر کرے تاکہ میں ایک بار
پھر اپنے پرانے عہدے کو حاصل کر سکوں۔"
"دیوتا سامری ہماری مدد کرے۔"
جادوگر کے شاگردوں نے خوشی سے نعرے لگائے۔
یہ لوگ ایک پرانے مندر کے تہہ خانے میں بیٹھے
تھے ۔ جادوگر نے ایک جلتی ہوئی مشعل اٹھا کر اپنے ہاتھ
میں لی اور اُسے ہوا میں دائرے کی شکل میں گھمانا شروع
کر دیا ۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اونچی آواز میں کوئی منتر
پڑھتا جاتا تھا ۔ سارے شاگرد اُس کا ساتھ دے
رہے تھے ۔ ایک بار اُس نے زور سے کچھ پڑھا اور
آگ کا دائرہ چھوٹا کر دیا ۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ کر
کھڑا ہو گیا ۔ مشعل اپنے آپ ہوا میں دائرے کی شکل
میں گردش کر رہی تھی ۔
"اے جادوگروں کے بادشاہ سامری! تیرا ایک غلام
مصیبت میں ہے اُسے ایک نوجوان جادوگر نے شکست
دی ہے ۔ اُس کی مدد کر اُس کی مدد کو آ ۔"
فضا میں ایک دھماکہ سا ہوا اور پھر سامری جادوگر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


آواز سنائی دی۔
"اے بزرگرد جادوگر! ہمیں تمہاری شکست کا علم ہو گیا ہے۔ ہم تیری شکست سے بڑے اداس ہیں۔ مگر ہم اُس نوجوان سے انتقام لیں گے۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔"
جادوگر نے کہا
"میں ثمانکہ لڑکی کو اغوا کر کے یہاں قید کر دینا چاہتا ہوں سامری! تاکہ اُس کا الزام شاہی جادوگر عنبر پر لگے اور بادشاہ اسے ذلیل کر کے دربار سے نکال دے۔"
"تمہارا یہ خیال ہمیں پسند آیا ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ تُو عنبر سے بھی ہماری شکست کا بدلہ لے۔"
"اے سامری! وہ بڑا جادوگر ہے۔ اُس پر میرا جادو نہیں چلتا۔"
سامری نے چیخ مار کر کہا۔
"بکواس بند کر اے یزدگر! میرے مقابلے میں کوئی جادوگر نہیں آ سکتا۔ میری توہین کر کے تُو نے میرے عذاب کو دعوت دی ہے۔"
شاہی جادوگر سجدے میں گر پڑا۔
"مجھے معاف کر دے اے عظیم جادوگر سامری! میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تمہارا جادو، دنیا میں سب جادوں سے اونچا ہے۔ تمہارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ تو مجھے حکم دے۔ میں اس پر عمل کروں گا۔"

سامری نے کہا

"تو سن! عاتکہ لڑکی کو اغوا کر کے لانے کا ارادہ بھی ملتوی کر دے اور شاہی جادوگر عنبر پر میری طرف سے میرے حکم سے اپنا جادو پھونک ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جل کر بھسم ہو جائے گا۔"

"جو حکم عظیم سامری! مجھے اپنا منتر عطا کرو تاکہ وہ میں عنبر پر پھونک سکوں۔"

"سن اے بزدگر منور سے سن! آج شام جب شاہی جادوگر دربار میں آئے تو تو بھی وہاں پہنچ کر اسے مقابلے کی دعوت دے اور پھر میری طرف سے دیا ہوا منتر پھونک ۔ وہ تمہارے زیر ہو جائے گا اور تمہارے منتر سے جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

"اور عظیم سامری! اگر ایسا نہ ہوا تو کیا ہوگا؟"

سامری نے چیخ ماری۔

"بکواس بند کر اور جو میں کہتا ہوں اس پر عمل کر"

"جو حکم عظیم سامری؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سامری نے جادوگر کو منتر بتا دیا اور خود غائب ہو گیا۔ جادوگر قہقہہ لگا کر اپنے شاگردوں سے مخاطب ہوا۔
"اب وہ عنبر نوجوان میرے انتقام سے نہ بچ سکے گا۔ اُس کی موت اُسے آوازیں دے رہی ہے۔ آج شام وہ سارے درباریوں اور بادشاہ شہزادہ کے سامنے جل بھُن کر خاک ہو جائے گا۔"
"دیوتا آپ کے ساتھ ہوں۔"
تمام شاگردوں نے جادوگر کی تعریف میں نعرہ لگایا اور دُعا مانگی۔ جادوگر نے اپنے سارے بدن پر جادو کی راکھ مل کر گلے میں سفید کھوپڑیوں کا ہار پہنا۔ لمبا سیاہ چوغہ پہن کر سر پر ہڈیوں کا تاج رکھا اور ہاتھ میں گدھے کے جبڑے کی ہڈی پکڑ کر اپنے شاگردوں کے ساتھ شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ آج وہ ہر مقام پر عنبر کو شکست دے کر دربار میں اپنا پرانا عہدہ دوبارہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُسے سب سے بڑے جادوگر سامری کی تائید حاصل ہو گئی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گا۔ شاگردوں کا جلوس اُس کے پیچھے پیچھے منتر الاپتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ یہ جلوس اسی طرح شاہی محل میں داخل ہو گیا۔ بادشاہ شہزادے کو خبر کر دی گئی کہ پرانا شاہی جادوگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک بار پھر نئے شاہی جادوگر عنبر کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے۔ شہزادے نے اجازت دے دی۔ عنبر بڑا پریشان ہوا کہ یہ کیسی مصیبت اُس کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ مگر اب وہ سوائے مقابلہ کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اسی میں اُس کی عزت اور وقار تھا۔ اُس نے دل ہی دل میں دیوی بلیطیس کی بہن کو خیال کیا اور کہا کہ ایک بار پھر اُس کی عزت کا سوال پیدا ہو گیا ہے اور وہ اُس کی مدد کرے۔

دیوی بلیطیس کی بہن سامنے نمودار ہو گئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"دیکھو عنبر! ایک بات تم ہمیشہ یاد رکھنا۔ میری طاقت محدود ہے اس کی بھی ایک حد ہے۔ میں ایک حد تک تمہاری مدد کر سکتی ہوں اس کے آگے میں بھی مجبور ہوں اور کسی دوسری طاقت کا مقام شروع ہو جاتا ہے۔ ویسے میں تمہاری ہر بار مدد کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن میں کسی وقت مجبور ہو جاتی ہوں۔ اس لیے تم مجھے سوچ سمجھ کر آواز دیا کرو۔"

عنبر نے کہا۔

"میں تمہاری مجبوریوں سے باخبر ہوں دیوی۔ مگر میں بھی مجبور ہو کر تمہیں یاد کر رہا ہوں۔ یہ لوگ ہاتھ دھو کر میرے پیچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پڑ گئے ہیں۔ یہ جادوگر خاص طور پر مجھ سے اپنا خونی انتقام لینا چاہتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ اس دفعہ اپنے دیوتا سامری سے نئی طاقت اور کوئی نیا منتر لے کر آیا ہے۔

دیوی ہنس دی۔

" وہ کسی سے بھی طاقت لے کر آ جائے مگر تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ تمہیں طاقتوں کی تائید حاصل ہے۔ سب سے پہلی طاقت تو تمہارے پاس یہی ہے کہ تم دو ہزار برس سے زندہ چلے آ رہے ہو اور تمہیں موت نہیں آ سکتی۔ اس سے بڑا جادو اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس جادوگر کو بھی ایک نہ ایک دن مر جانا ہے۔"

" یہ میں جانتا ہوں۔ مگر اس کے جادو کا وار تو مجھ پر ہو سکتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو مجھے انسان سے کوئی جانور بنا سکتا ہے۔ وہ مجھے ہلاک تو نہیں کر سکتا مگر مجھے گدھا بنا سکتا ہے۔"

دیوی زور سے ہنس پڑی۔

" فکر نہ کرو۔ اس دفعہ میں اُسے کوئی جانور بنا دوں گی"

اتنا کہہ کر دیوی غائب ہو گئی۔

عنبر دربار میں اکیلا رہ گیا۔ شہزادہ بھی وہاں پر موجود تھا۔ مگر ابھی تک اُس کی ہمدردیاں بھی پرانے جادوگر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ساتھ تھیں۔ ورنہ وہ اُسے کہہ سکتا تھا کہ ہم یہ مقابلہ کروانے کے لیے ہرگز راضی نہیں۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا اور پرانے جادوگر کو ایک بار پھر موقع دیا کہ وہ عنبر کو اگر شکست دے سکتا ہے تو شکست دے۔ عنبر کو اس بات کا بھی بڑا احساس تھا اور وہ شہزادے کو بھی ذرا تھوڑا سا جھٹکا دینا چاہتا تھا۔

جادوگر اپنے شاگردوں کے جمگھٹے میں بڑی شان سے کھڑا تھا۔ شہزادے نے اشارہ کیا۔ بڑا پروہت بھی وہاں نمودار ہو کر پرانے جادوگر کی طرف داری کر رہا تھا۔ دراصل موہنجوداڑو کے دربار کے سبھی لوگ عنبر کے دلی طور پر خلاف تھے اور چاہتے تھے کہ اُس کو کسی نہ کسی طرح شکست ہو اور پرانا جادوگر پھر سے دربار میں شاہی مقام حاصل کر لے۔ اس وقت بھی اُن سب کی ہمدردیاں پرانے جادوگر کے ساتھ تھیں اور وہ اُس کا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دیوی کے غائب ہو جانے کے بعد عنبر اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہا تھا۔ اُسے اُن سب پر اور خاص طور پر جادوگر پر غصہ بھی بہت آ رہا تھا۔ کم بخت خواہ مخواہ اُس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔

عاتکہ کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ پرانے جادوگر نے ایک بار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پھر دربار میں شاہی جادوگر عنبر کو للکارا ہے۔ وہ بھی شاہی حرم سرا کی بیگموں اور کنیزوں کے ساتھ بارہ دری سے جھروکوں میں موجود تھی۔ جادوگر نے آگے بڑھ کر شہزادے کے پائے تخت کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر سے ہڈیوں کا تاج اُتار کر اُس کے حضور پیش کر دیا۔ شہزادے نے اُسے ایک ہاتھ سے چھُوا۔ جادوگر نے زور سے کوئی منتر پڑھا اور پھر آسمان کی طرف پھونک ماری۔ آسمان پر کوئی بادل نہیں تھے مگر بڑے زور سے بادل گرج اٹھے۔ جادوگر عنبر کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اُس نے پوچھا۔

" اے نوجوان جادوگر! کیا تم پہلے وار کروگے یا میں کروں؟"

عنبر نے کہا۔

"جس طرح تم چاہو کر سکتے ہو۔"

" میرا خیال ہے تم چھوٹے ہو تم پہلے وار کرو۔"

عنبر کہنے لگا۔

"نہیں تم بزرگ ہو اور مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور پرانے ہو۔ اس لیے تم پہلے وار کرو۔"

"عنبر! تم میرا وار نہ سہہ سکو گے۔ اس لیے پہلے وار کر لو۔ کہیں تمہارے دل میں یہ حسرت نہ رہ جائے کہ تم نے وار نہیں کیا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"میرا خیال ہے کہ پہلے تم وار کر لو۔ تاکہ تمہارے دل میں یہ حسرت نہ رہ جائے کہ تم وار نہیں کر سکے ہو" شہزادے نے کہا۔

"پہلے تم وار کرو۔ یزدگرد! عنبر کی اگر یہی خواہش ہے تو پھر ٹھیک ہے۔"

عنبر کو شہزادے کی اس بات پر دلی صدمہ ہوا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی یہی چاہتا کہ عنبر وار کرنے کی حسرت دل میں لے کر مر جائے اور پرانا جادوگر پھر سے شاہی حاصل کرے۔ شہزادے کے بارے میں عنبر نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ کم از کم اس کو وہ اپنے صحیح مقام سے ضرور باخبر کر دے گا۔ شہزادے کا حکم پا کر پرانا جادوگر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے جیب سے چاندی کا ایک گول چھلا نکال کر ہاتھ میں لیا۔ اسے چوم کر ہوا میں چھوڑ دیا۔ عنبر اس کی ہر حرکت کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ کیونکہ کوئی جادوگر تو نہیں تھا۔ مگر وہ اس کی ہر حرکت پر کڑی نگاہ رکھتے ہوئے تھا۔

گول چھلا ہوا میں لوگوں کے سروں کے اوپر چکر لگانے لگا۔ دس بارہ چکر لگانے کے بعد وہ عنبر کے سر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اوپر آکر ٹھہر گیا اور گردش کرنے لگا۔ گردش کرتے کرتے اُسے ایکدم آگ لگ گئی اور اُس کے شعلے عنبر کے سر کی طرف نیچے کو آنے لگے۔ عنبر بھی ہوشیار ہو چکا تھا۔ شعلے بڑے ہوتے گئے اور آگ کی آبشار کی طرح عنبر کے چاروں طرف گرنے لگے۔ پھر اس آگ کی چوڑی آبشار نے عنبر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ درباریوں میں ایک شور سا اٹھا۔ سب کو یقین ہو چکا تھا کہ عنبر اُس آگ میں جل کر خاک ہو گیا ہوگا۔

جادوگر نے ہاتھ کا اشارہ کیا آگ سمٹ کر چھلّے میں غائب ہو گئی۔ سارے درباری یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے کہ عنبر کو آگ نے کچھ نہ کہا تھا۔ وہ ویسے کا ویسا اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ اُس نے زندہ بچ جانے کی سب سے زیادہ خوشی عائکہ کو ہوئی جو دوسری بیگمات اور کنیزوں کے ساتھ بارہ دری میں بیٹھی جادوگری کا یہ مقابلہ دیکھ رہی تھی۔ جادوگر طیش میں آ گیا۔ اُس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر عنبر پر وار کیا۔ اس دفعہ اُس نے اپنے جھولے میں سے ریت کی ایک مٹھی لے کر اس پر کچھ منتر پھونکا اور اُسے چیخ مار کر زور سے زمین پر پھینک دیا۔ ریت کے ذرّوں کا زمین پر گرنا تھا کہ وہاں ایک پندرہ فٹ لمبا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



خوفناک جبڑے والا شیر دھاڑتا ہوا نمودار ہو گیا۔ جادوگر نے شیر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے حکم دیا کہ وہ عنبر کو چیر پھاڑ کر رکھ دے۔ شیر نے عنبر کو خون آلود آنکھوں سے دیکھا اور دل دہلا دینے والی دھاڑ مار کر عنبر کی طرف لپکا۔ وہ خدا جانے کب سے بھوکا تھا اور عنبر کی تکا بوٹی کر دینا چاہتا تھا۔ عنبر کے دل میں ایک پل کے لیے بھی خوف پیدا نہ ہوا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر بڑے سکون کے ساتھ کھڑا رہا۔

شیر چھلانگ لگا کر عنبر پر جھپٹا۔ سارے کے سارے درباری سانس روک کر رہ گئے۔ بے چاری عاتکہ کا تو دم خشک ہو گیا۔ اُس نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ایکدم شیر کو جیسے ایک دم شیر کو جیسے ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ عنبر کے سامنے منہ کے بل گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی پتھر بن گیا۔ درباریوں کی زبان سے اوہ کا کلمہ بے اختیار نکل گیا۔ شیر زمین پر پتھر کا بت بنا پڑا تھا اور اُس میں ذرا سی بھی حرکت نہیں تھی۔ عنبر نے جادوگر سے کہا۔

"بزدگر! اپنی حسرت دل سے نکال لے۔ کہیں بعد میں تمہیں یہ خیال نہ رہے کہ تم اپنا بہترین ہتھیار مجھ پر استعمال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نہ کر سکے ۔ میں تمہیں اپنے دل سے اجازت دیتا ہوں کہ ایک اور وار کر کے دیکھ لے ۔ بے شک اپنے سب سے بڑے دیوتا سامری کو بھی بلا لے اور اُسے کہہ کہ وہ بھی تمہارے ساتھ مل کر مجھ پر حملہ کرے ۔"

یہ جادوگر اور اُس کے دیوتا سامری کی سب سے بڑی توہین تھی ۔ اُس نے غصے میں آ کر ایک زور دار چیخ ماری اور اپنے دیوتا سامری کو پکار کر کہا کہ اے سامری! اپنی توہین کا خود آ کر بدلہ لے ۔ اچانک سامری سامنے آ گیا ۔ وہ صرف جادوگر کو نظر آ سکتا تھا ۔ اُس نے جادوگر سے کہا کہ پرے ہٹ جاؤ ۔ میں اس نوجوان کو بے عزتی کا مزہ چکھاؤں گا ۔ تم دیکھتے رہو ۔

سامری نے عنبر کی طرف زور سے پھونک ماری ۔ ایک زور دار آندھی چلی جس سے زمین پر گڑھے ہوتے پتھر اکھاڑ دیئے مگر عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا ۔ سامری نے زمین پر زور سے اپنا پاؤں مارا ۔ ایک خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ زلزلہ آیا ۔ سارا محل ہل گیا مگر عنبر ذرا ٹس سے مس نہ ہوا ۔ اب سامری نے اپنا ترشول عنبر کی طرف پھینکا ۔ ترشول پہاڑ کا ایک بہت بڑا تودہ بن کر عنبر کے سر سے بڑے زور کے ساتھ ٹکرایا اور پاش پاش ہو گیا ۔ پتھر کے تودے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے ٹکڑے اُڑ گئے مگر عنبر کے سر کو ذرا سی بھی چوٹ نہ لگی۔ عنبر نے قہقہہ لگا کر کہا

"اے سامری! اپنا اور حربہ آزما کر دیکھ لے۔"

سامری حیران رہ گیا کہ وہ اُس کو کس طرح دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ اُس کو تو سوائے یزدگر جادوگر کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اُس نے غصے میں آ کر عنبر پر تھوک دیا۔ ایسا لگا جیسے کھولتے ہوئے لاوے کی آبشار آتش فشاں پہاڑ سے اُچھلی اور عنبر کی طرف بڑھنے لگی۔ مگر قریب جا کر وہ بھاپ بن کر اُڑ گئی۔ عنبر نے کہا

"لو اے سامری اب میرا وار سہو۔"

اتنا کہہ کر اُس نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ آسمان پر بجلی چمکی۔ بادل زور سے گرجے۔ بجلی دھماکے کے ساتھ سامری کے اوپر گری اور وہ چیختا چلاتا غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی جادوگر بھی گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ عنبر نے اُس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اے یزدگر تو نے اپنے دیوتا کا انجام دیکھ لیا۔ لے اب اپنا انجام بھی دیکھ —— ہوشیار ہو جا"

عنبر کے ہاتھ کے اشارے سے اچانک وہاں ایک ہاتھی نمودار ہو گیا۔ جس نے زور سے چنگھاڑ ماری اور آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


بڑھ کر جادوگر کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر گھمانا شروع کر دیا۔
جادوگر کی چیخیں نکل گیئں۔ اُس نے دہائی دینی شروع
کر دی کہ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے آزاد کر دو۔ اب میں کبھی
تمہارا مقابلہ نہیں کروں گا۔ عنبر نے کہا۔
"اے جادوگر! میں اگر چاہوں تو تمہیں ہمیشہ کے لیے بندر
بنا سکتا ہوں۔ اِس ہاتھی کو اشارہ کروں تو یہ تمہیں اپنے
پاؤں تلے کچل کر ہلاک کر سکتا ہے۔ مگر میں ایسا نہیں کرونگا
میں تمہاری جان بخشی کرتا ہوں۔ مگر میری ایک شرط ہے۔
"کونسی شرط ہے؟ دیوتاؤں کے لیے مجھے جلدی بتاؤ۔
میں قبول کرتا ہوں"
" شرط اگر شہزادہ سلامت قبول کریں تو بیان کروں گا
ورنہ تم ساری زندگی اس ہاتھی کی سونڈ میں بسر کرو گے۔
نہ ہاتھی یہاں سے ہلے گا اور نہ تمہیں موت آئے گی"
"شہزادہ سلامت! میری حالت پر رحم کھائیں اور عنبر
کی شرط کو قبول کر لیں"
عنبر نے کہا
"میری شرط یہ ہے کہ بزدگر جادوگر موہنجو داڑو شہر سے
باہر نکل جائے گا۔ وہ شہر سے ایک میل کے فاصلے پر رہیگا
اور کبھی شہر کے اندر داخل نہیں ہوگا۔ اگر اس نے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


شرط کی خلاف ورزی کی تو پھر میں اُسے ہمیشہ کے لیے اس خونخوار ہاتھی کے حوالے کر دوں گا۔ کیا تمہیں منظور ہے؟
جادوگر نے واویلا مچاتے ہوئے کہا
"ہاں! مجھے منظور ہے ۔"
اصل میں وہ ہاتھی کی سونڈ میں بے حد اذیت میں مبتلا تھا۔ ہاتھی اپنی سونڈ میں اُسے کستا چلا جا رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا دم گھٹ جائے۔ عنبر نے ہاتھی کو اشارہ کیا۔ ہاتھی نے جادوگر کو زمین پر اتار دیا اور عنبر کو سونڈ اُٹھا کر سلام کرتا ہوا غائب ہو گیا۔ جادوگر کی جان میں جان آئی۔ عنبر نے کہا۔
"شہزادہ سلامت جادوگر یزدگر کو حکم دیجیے کہ وہ اس شہر سے باہر نکل جائے اور پھر کبھی ادھر کا رُخ نہ کرے۔"
شہزادہ بھی اب عنبر کا قائل ہو گیا تھا اور اُس پر یہ راز کھل چکا تھا کہ پرانے جادوگر کے مقابلے میں عنبر بہت زیادہ طاقتور ہے۔ اُس نے پرانے جادوگر کو حکم دیا کہ اپنی شرط قبول کرنے کے مطابق وہ موہنجوداڑو شہر سے ایک میل کے فاصلے پر جلا وطن ہو جائے اور پھر کبھی شہر کا رُخ نہ کرے۔ جادوگر پیچ و تاب کھا رہا تھا مگر سوائے پھنکاریں مارنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اُس نے شہزادے کے آگے جھک کر وعدہ کیا کہ وہ پھر کبھی شہر کا رخ نہیں کرے گا اور عنبر کو قہر بھری نظروں سے دیکھتا اپنے شاگردوں کے ساتھ محل سے باہر نکل گیا۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# پُراسرار تعاقب

صبح کے وقت قافلہ موہنجوداڑو شہر میں داخل ہو گیا۔ نفائیس اور شامی ایک ہی کارواں سرائے میں ٹھہرے شامی نے نفائیس کو مردانہ بھیس ترک کر دینے سے منع کیا اور کہا کہ وہ ابھی جب تک اپنے گھر نہیں پہنچ لیتی مردوں کے لباس میں ہی سفر کرے۔ سارا دن نفائیس اور شامی موہنجوداڑو کے بازاروں اور گلی کوچوں کی سیر کرتے رہے۔ شامی یہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا کہ موہنجوداڑو میں تمام گلیاں اور بازار پختہ اینٹوں کے بنے ہوئے تھے اور ہر مکان سے گندے پانی کے نکاس کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ بعض محلوں میں گہرے کنوئیں کھدے ہوئے تھے جہاں اونٹوں کے ذریعے چمڑے کے بڑے بڑے بوکوں میں ٹھنڈا پانی نکالا جا رہا تھا۔ دکانوں میں کھانے پینے کا سامان اس قدر زیادہ تھا کہ اس سے پہلے شامی نے مشرق کے کسی شہر میں نہیں دیکھا تھا۔

ہر چوک میں سوداگر ریشم کے تھان۔ غالیچے اور مٹی کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



برتنوں کا ڈھیر لگاتے آوازیں لگا رہے تھے۔ لوگ سفید اُجلے لباس میں خوش حال اور خوش پوش نظر آ رہے تھے۔ مشرق کے کسی شہر میں شامی نے غریب لوگوں کو اتنا خوش حال اور خوش لباس نہیں دیکھا تھا۔ بھٹیار خانے میں لکڑی کے رنگدار تخت پر بیٹھ کر شامی اور تھائیس نے جَو کی موٹی روٹی اونٹ کے گوشت کے شوربے میں ڈبو کر کھائی۔ دریائے سندھ کی مچھلی بھی بھون کر ساتھ رکھ دی گئی۔ شامی نے اتنا لذیذ کھانا نہ بابل میں کھایا تھا نہ مصر میں۔ ہاں موریہ میں اس نے دریا کنارے بیٹھ کر اس نے "تازہ بھُنی ہوئی مچھلی کے جو کباب کھائے تھے وہ ساری عمر اسے یاد رہ گئے تھے۔ بازار میں بڑی رونق تھی۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ موئنجو داڑو شہر میں شامی نے قریب قریب ہر ملک کے آدمی کو چلتے پھرتے دیکھا۔ ان میں چینی بھی تھے۔ مصری۔ شامی۔ سوڈانی، بابلی اور سُوری بھی تھے۔ اس کا مطلب صاف ظاہر تھا کہ موئنجو داڑو شہر ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے۔ وگرنہ کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو وہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ان لوگوں کی چال ڈھال اور حُلیے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ مسافر نہیں ہیں بلکہ وہاں کے باشندے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور وہاں مستقل طور پر آباد ہو گئے ہوئے ہیں
ایک آدمی اُن کے پاس ہی تخت پر آکر بیٹھ گیا اور روٹی کھانے لگا۔ تھائیس تو اپنے دھیان میں مگن کھانا کھا رہی تھی اس نے غور نہ کیا۔ مگر شامی نے محسوس کیا کہ وہ آدمی تھائیس کو کھانا کھاتے ہوئے بڑے غور سے گھور رہا تھا۔ شامی ہوشیار ہو گیا۔ شامی سے اُس آدمی کی آنکھیں چار ہوئیں تو اُس نے جلدی سے رُخ بدل لیا اور یوں کھانا کھانے لگا جیسے بے خبر بیٹھا ہو۔ اب وہاں زیادہ دیر رہنا شامی نے گوارا نہ کیا۔ اُس نے بھٹیار خانے کے مالک کو تانبے کے چند سکے دیئے اور تھائیس کو ساتھ لے کر مُردوں کا پرانا اور شاہی قبرستان دیکھنے چل پڑا۔ یہ قبرستان شہر سے باہر ایک بلند ٹیلے کے دامن میں واقع تھا۔ یہاں قدیم بادشاہوں کی قبریں تھیں جن پر نیلے رنگ کے گنبد بنے تھے۔ قبرستان کے شروع میں مخروطی طرز کا سُرخ پتھر کا ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سیاہ پتھر کا بہت بڑے بیل کا مجسمہ لگا ہوا تھا۔ موہنجو داڑو میں دوسرے جانوروں کے علاوہ بیل کی پُوجا بھی ہوتی تھی۔ تھائیس کو شامی نے بالکل نہ بتایا کہ ایک آدمی وہاں اُس کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس خیال سے تھائیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گھبرا جائے گی۔

وہ قبرستان میں گھوم پھر کر مختلف دور میں موہنجو داڑو پر حکومت کرنے والے بادشاہوں کے روغنی نیلے رنگ کے مزار دیکھ رہے تھے کہ شامی نے اُس پُراسرار شخص کو ایک دفعہ پھر دیکھا۔ وہ ایک مزار کی دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا اور شامی کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ شامی کی نظریں اُس سے چار ہوئیں تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اب شامی نے سوچا کہ وہاں سے فوراً واپس کارواں سرائے چلنا چاہیئے۔ مگر وہ اُس پراسرار آدمی کی آنکھیں بچا کر واپس جانا چاہتا تھا۔ اس خیال سے وہ پیچھا نہ کر سکے اور اُسے اُن کی رہائش گاہ کا علم نہ ہو سکے۔ وہ تھامین کو لیے قبرستان میں دیر تک چکر لگاتا رہا۔ یہاں تک کہ تھامین تھک گئی اور اُس نے کہا۔

" شامی بھائی! میرے خیال میں اب ہمیں واپس چلنا چاہیئے ہیں سیر کرتے کرتے تھک گئی ہوں"۔

شامی نے کہا۔

"میں ذرا ان قبروں کو ایک نظر اور دیکھنا چاہتا ہوں"۔

شامی نے محسوس کیا تھا کہ پراسرار آدمی ذرا فاصلے پر اُن کا برابر تعاقب کر رہا تھا۔ وہ اُس سے پوچھ بھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سکتا تھا کہ وہ اُن کا تعاقب کس لیے کر رہا ہے۔ وہ شخص، کیونکہ بظاہر دور دُور بے نیاز پھر رہا تھا۔ اور شامی کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا کہ وہ اُن کا تعاقب کر رہا ہے۔ اچانک قبرستان میں لوگ اِدھر اُدھر ٹھہنا شروع ہو گئے اور ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔ معلوم ہوا کہ موہنجو داڑو کا شہزادہ اپنے باپ داداؤں کی قبروں پر دعا پڑھنے آ رہا ہے شامی نے اس افراتفری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تھائیس کے ہاتھ کو زور سے کھینچتے ہوئے ایک طرف کر لیا اور کہا۔

"جلدی واپس چلو"

"شامی بھائی! اتنی زور سے، میرا ہاتھ نہ کھینچو"۔

"تھائیس! جلدی کرو۔ یہاں سے فوراً نکل چلو"۔

تھائیس شامی کا منہ ہی تکتی رہ گئی کہ یہ اُسے اچانک اتنی جلدی کیوں پڑ گئی ہے۔ جب وہ قبرستان سے باہر آئے تو انہیں ایک جگہ پر بیل گاڑی کی سواری مل گئی۔ وہ اس میں بیٹھ گئے۔ شامی نے گاڑی والے کو کچھ سکے دے کر کہا۔

"کاروان سرائے لے چلو۔ مگر جلدی جلدی"۔

گاڑی والے نے بیلوں کو سانٹا مارا اور انہیں تیز بھگانا شروع کر دیا۔ کاروان سرائے پہنچ کر شامی جلدی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھائیس کو اندر لے گیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھائیس نے پوچھا۔

"تم اتنی جلدی میں کیوں تھے شامی؟"

شامی نے اسے بتایا کہ ایک پُراسرار آدمی برابر اُن کا پیچھا کر رہا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اُس کی آنکھ بچا کر اسے وہاں تک لایا ہے۔ اب تو تھائیس بڑی گھبرائی کمبخت بدقسمتی قدم قدم پر اُس کا پیچھا کر رہی تھی۔ اُس نے کہا۔

"مگر یہ پُراسرار آدمی کون ہو سکتا ہے شامی؟"

"میرے خیال میں سوائے سیاہ فام شہزادے کے اور کس کا آدمی ہو سکتا ہے؟"

"رب عظیم کے بیٹے ایسا نہ کہو۔ وہ کمینہ خدا جانے کب میرا پیچھا چھوڑے گا؟"

"تھائیس تم خود ہی غور کرو۔ وہ سوائے اُس کے اور کس کا آدمی ہو سکتا ہے۔ اُس نے تو ہر بڑے شہر میں اپنے جاسوس تمہاری تلاش میں روانہ کر رکھے ہوں گے"

"پھر اب کیا ہوگا؟ کیا ہم یہاں سے بھاگ چلیں؟"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اُسے خبر نہیں ہو سکی کہ ہم اس کارواں سرائے میں اُترے ہوئے ہیں"

"وہ کیسے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"ہم اُس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہاں آئے ہیں۔ وہ تو ہمیں قبرستان میں کہیں تلاش کر رہا ہوگا۔ اسی لئے تو میں تمہارا ہاتھ گھسیٹ کا کھینچ رہا تھا۔"

"اور اگر اُسے معلوم ہوگیا ہو کہ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں تو کیا ہوگا؟ ہو سکتا ہے اس کے باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی اس شہر میں اُترے ہوئے ہوں۔"

"تو اترے ہوں پھر۔ ہم کیا کریں۔ ہم بھی مرد ہیں۔ یعنی میرا مطلب ہے میں بھی مرد ہوں۔ اُن کا مقابلہ کروں گا۔ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ تمہیں حفاظت کے ساتھ تمہارے ماں باپ کے گھر پہنچا کر دم لوں گا۔ اگر یہ لوگ مزاحمت کریں گے تو میں ان میں سے ایک ایک کو چن چن کر ہلاک کر دوں گا۔"

مناتیس نے پریشان ہو کر کہا۔

"شامی بھائی! تم اکیلے ان کمینوں کا کیسے مقابلہ کر سکو گے؟"

شامی نے زمین پر پاؤں مار کر کہا۔

"میں نے مصر اور شام کے بڑے بڑے جنگجوؤں کے ہاتھ سے تلوار چلانا سیکھی ہے۔ وہ کتنے بھی ہوں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"اچھا چلو میں مانے لیتی ہوں۔ اب رات ہو رہی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


آرام کر دے۔

شامی نے کھڑکی کے پاس رکھا ہوا دیا گل کر دیا اور اپنے غالیچے پر چادر اوڑھ کر گہری نیند سو گیا۔ تھائیں کو مگر نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ پریشان تھی۔ اُسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ سیاہ فام شہزادے کا جاسوس اُس کا تعاقب کر رہا ہے۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کھڑکی کی دیکھ رہی تھی جس میں لوہے کی موٹی سلاخیں لگی تھی۔ باہر نیلا آسمان اور اس پر چمکتے ہوئے ستارے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اُن کی ہلکی ہلکی نورانی روشنی کوٹھڑی کے اندر آ رہی تھی۔

یکا ایک ایک آدمی کا چہرہ کھڑکی کے پاس آ کر اندر دیکھنے لگا۔ تھائیں کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ چہرہ پلک جھپکنے میں غائب ہو گیا۔ شامی کی جاگ کھل گئی۔ اُس نے پوچھا۔

"کیا یہ تم نے چیخ ماری تھی؟"

ہاں شامی! وہ ... وہ پُراسرار آدمی کھڑکی کی سلاخوں میں سے اندر گھور رہا تھا۔"

شامی اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اُس نے تلوار ہاتھ میں لی اور کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھائیں اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئی مگر وہ باہر نکل کر جا بدل طرف اُس شخص کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تلاش کرنے لگا۔ جس نے شام ہی سے اُن دونوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ وہ اُس کا کام ہی تمام کر دینا چاہتا تھا۔

لیکن باہر کوئی بھی نہیں تھا۔ ہر طرف آج سے دو ہزار سال پہلے کی پُرسکون گہری خاموشی طاری تھی۔ دیوار کے ساتھ دو گدھے بندھے تھے۔ شامی واپس کوٹھڑی میں آگیا۔ تھائیس نے اُسے کہا کہ وہ باہر جانے کا خطرہ مول نہ لے۔ جانے وہ لوگ کتنی تعداد میں کہاں کہاں چھپے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم منہ اندھیرے یہاں سے نکل چلیں۔ شامی نے کہا

"اکیلے ہم ہڑپہ تک کیسے سفر کریں گے؟" تھائیس بولی

"شامی بھائی۔ ہڑپہ یہاں سے ایک دن اور ایک رات کے سفر پر ہے۔ اگر ہم تھوڑا سا پانی اور خشک جَو ساتھ کر لیں تو کسی قافلے کا انتظار کئے بغیر اکیلے ہی سفر کر سکتے ہیں"

شامی سوچ میں پڑ گیا۔ تھائیس کا خیال درست تھا۔ اگر انہوں نے قافلے کے چلنے کا انتظار کیا تو وہ پُراسرار آدمی ضرور قافلے کے ساتھ اُن کا تعاقب کرے گا۔ اس لئے بہتر یہی تھا کہ وہ منہ اندھیرے کارواں سرائے سے نکل کھڑے ہوں۔ وہ پُراسرار جاسوس اس خیال سے جا چکا ہوگا کہ صبح واپس آ کر اُن کی نقل و حرکت کی دوبارہ نگرانی شروع

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر دے گا۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ اس خیال سے مطمئن ہوگا کہ شامی اور تھائیس رات کو کہیں غائب نہیں ہو سکتے۔

شامی نے جاسوس کی اس بے خبری سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور اس نے تھائیس کو تیار ہونے کے لیے کہا۔

"میرا خیال ہے پھر ہمیں ابھی یہاں سے کوچ کر دینا چاہیئے"

"مگر ابھی تو آدھی رات بھی نہیں گزری۔"

"ٹھیک ہے تھائیس۔ ہم جتنی جلدی اندھیرے میں یہاں سے نکل چلیں ہمارے لیے مناسب ہوگا۔ تم خشک جَو تھیلے میں بھرو میں چھاگلوں میں پانی ڈالتا ہوں۔ مگر بڑے آرام کے ساتھ۔ کارواں سرائے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ ہم یہاں سے نکل رہے ہیں۔"

تھائیس نے کھڑکی کے آگے موٹا پردہ ڈال دیا اور بغیر دیا روشن کئے شامی کی ہدایت کے مطابق جلدی جلدی تھیلے میں خشک جَو بھرنے لگی۔ اُدھر شامی نے چمڑے کی چھاگلوں میں پانی بھر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور چپکے سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ پہلے شامی نے آگے جا کر اطمینان کر لیا کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ پھر اس نے تھائیس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور اُس طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دبے پاؤں چل پڑا جہاں ارنڈ کے درختوں تلے ان کا اونٹ بیٹھا جگالی کر رہا تھا۔ شامی نے اونٹ کی رسی کھول کر بڑی محبت کے ساتھ اُس کے گھٹنوں کو تھپتھپایا۔ اونٹ ایکدم چوکس ہو گیا۔ شامی نے پہلے تھائیس کو اونٹ پر سوار کروایا اور پھر خود سوار ہو کر اونٹ کی مہار کھینچی۔ اونٹ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور شامی کے اشارے پر آہستہ آہستہ چلتا ہوا کاروان سرائے کی محدود سے باہر نکل آیا۔

باہر ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ درختوں میں سے ہوتا ہوا ایک راستہ شہر سے باہر ریت کے صحرا کی طرف جا رہا تھا۔ شامی نے اونٹ کو اسی راستے پر ڈال دیا۔ کوئی گھنٹہ بھر وہ خاموشی سے اونٹ پر سفر کرتے رہے۔ انھوں نے اونٹ کی رفتار تیز تر کر دی تھی۔ جب انہیں نوہنجودارو شہر کے آثار دکھائی دینے بند ہو گئے اور وہ کافی دور نکل آئے تو شامی نے اطمینان کا سانس لے کر کہا:

"اب ہم خطرے کی دنیا سے باہر نکل آئے ہیں"

"ربّ عظیم تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے"

"لیکن ہمیں دشمن کی طرف سے غافل نہیں رہنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے وہ ہمارا پیچھا کر رہا ہو"

اب تو ایسا نہ کہو شامی بھائی" میرا تو یہ سن کر ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دل دھک دھک کرنے لگا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر جب تک میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے گھر نہیں پہنچا دیتا۔ میرے دل کو پورا اطمینان نصیب نہیں ہوگا۔"

"اگر ہم صحرا میں اسی طرح سفر کرتے رہے تو کل شام ہونے سے پہلے پہلے ہڑپہ پہنچ جائیں گے۔"

رات بھر شامی اور تھائیس اونٹ پر سوار ہڑپہ کی جانب سفر کرتے رہے۔ انہوں نے راستے میں کسی جگہ پر بھی آرام نہ کیا۔ سفر کرتے کرتے دن نکل آیا اور صحرا میں کہیں کہیں کھجور اور ارنڈ کے درختوں کے جھنڈ نظر آنے لگے۔ دھوپ میں گرمی کی شدت بڑھ گئی۔ ایک جگہ تھک کر وہ دونوں اونٹ سے اتر کر بیٹھ گئے اور آرام کرنے لگے۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا صحرائی چشمہ بہہ رہا تھا۔ انہوں نے اس چشمے پر منہ ہاتھ دھویا۔ پانی پیا۔ اونٹ کو بھی پانی پلایا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ تازہ دم ہو گئے اور ایک بار پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔

سارا دن وہ چلچلاتی دھوپ میں سفر کرتے رہے۔ شام ہونے سے پہلے پہلے ہری بھری کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو اس بات کی علامت تھی کہ شہر ہڑپہ قریب آ رہا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ ہڑپہ کے دُور سے آثار نظر آنے لگے۔ تھائیس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔

"میرا شہر آرہا ہے۔ میرے ماں باپ مجھ سے مل کر کس قدر خوش ہوں گے۔ انہیں اُمید نہیں ہوگی کہ میں اُن کے پاس زندہ واپس آ جاؤں گی۔"

"تمہیں وطن پہنچنا مبارک ہو تھائیس۔"

شامی بھی بہت خوش تھا کہ جس کام کا اُس نے بیڑا اٹھایا تھا وہ پورا ہوتا نظر آرہا تھا۔ اسی طرح باتیں کرتے کرتے وہ ہڑپہ شہر میں داخل ہو گئے۔ تھائیس اپنے شہر کی گلی گلی سے واقف تھی۔ ہڑپہ شہر کو بھی شامی نے موہنجوداڑو کی طرح خوش حال اور بارونق دیکھا۔ وہاں کی تہذیب اور موہنجوداڑو کی تہذیب میں اُسے کوئی فرق نظر نہ آیا۔ تھائیس مختلف بازاروں سے ہوتی ہوئی ایک حویلی کے باہر جا کر رک گئی۔ یہ حویلی تھائیس کے باپ کی ملکیت تھی۔ وہ شامی کو اپنے ساتھ لے کر اندر داخل ہوئی۔ اُس کو اتنی فرصت ہی نہیں ملی تھی کہ راستے میں اپنا مردانہ لباس تبدیل کر سکتی۔ اُس کے ماں باپ نے دو اجنبی نوجوانوں کو اپنے مکان میں گھستے دیکھا تو غصے سے پوچھا۔

"تم لوگ کون ہو جو اس طرح حویلی میں گھسے چلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آ رہے ہو؟"

تھائیس نے فوراً اپنی پگڑی اتار دی۔ اُس کے ماں باپ نے اپنی بیٹی کو پہچان لیا اور اُس سے لپٹ گئے۔ بیٹی اور ماں باپ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔ تھائیس نے شامی کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اس شخص نے سارے سفر میں اُس کی حفاظت کی تھی۔ پھر اُس نے اپنی ساری کہانی سنائی۔ ماں باپ خوشی سے نہال ہو رہے تھے۔ انہیں اُن کی گم شدہ بیٹی ایک عرصے کے بعد مل گئی تھی۔ شامی دو روز تھائیس کے گھر میں رہا۔ تیسرے روز اُس نے اجازت لی اور واپس موہنجو داڑو کی طرف روانہ ہو گیا۔

جس وقت وہ حویلی سے نکل کر بازاروں میں سے گزر رہا تھا۔ ٹھیک اُس وقت وہی پُراسرار آدمی جو کہ سیاہ فام شہزادے کا جاسوس تھا۔ حویلی کے باہر ایک طرف چھپ کر کھڑا تھا اور تھائیس کو حویلی کی ڈیوڑھی میں خوشی خوشی باتیں کرتا دیکھ رہا تھا۔ پُراسرار جاسوس نے آہستہ سے سر ہلایا۔ اُس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور وہ چپکے سے وہاں سے ہٹ گیا۔ اُس نے معلوم کر لیا تھا کہ سیاہ فام شہزادے کی کنیز کہاں رہتی ہے اور یہی معلوم کرنے کے لیے مصر کے وحشی سیاہ فام شہزادے نے اُسے بھیجا تھا۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# ہڑپہ کا شیش ناگ

جادوگر یزدگرہ شکست کھانے کے بعد ویران مندر میں جا کر بیٹھ گیا۔

اکثر شاگرد اُس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اُس کی عبرت ناک شکست کا نظارہ کیا تھا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ وہ ایک ناکام جادوگر ہے۔ دیوتا اُس سے ناراض ہو گئے ہیں اور اب اُس کے ساتھ رہنے کا مطلب ضائع کرنا ہے۔ پھر بھی دو شاگرد ایسے تھے جو اپنے اُستاد کے بڑے وفادار نکلے۔ انہوں نے یزدگر کا ساتھ نہ چھوڑا اور اُس کے ساتھ ہی شہر سے باہر والے ویران مندر میں آ گئے۔ جادوگر کی بھرے دربار میں شکست ہوئی تھی۔ وہ غصے کے عالم میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اُس نے ایک بار پھر عنبر سے انتقام لینے کی قسم کھا لی تھی۔

"دیوتا میرا اگلا جنم بندر کا کریں اگر میں عنبر سے اپنی شکست کا بدلہ نہ لوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک شاگرد نے کہا۔
"مگر آقا جادو کے زور پر تو آپ اُس سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ دیوتا اُس کے ساتھ ہیں۔ اُس کے پاس ہر جادو کا توڑ موجود ہے۔"
بزدگر نے کہا۔
"میں اُس سے کسی اور طرح بدلہ لوں گا۔"
"وہ کیسے آقا؟"
"میں عاتکہ کو اغوا کر کے اُس کی گردن کاٹ کر عنبر کے پاس روانہ کر دوں گا۔ اس قتل سے اُسے بے حد تکلیف ہوگی اور میرا بدلہ اُتر جائے گا۔ میرے انتقام کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔"
"مگر آقا۔ عاتکہ تو شاہی حرم میں رہتی ہے اور ہم لوگوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔"
"اس کا بھی بندوبست ہو جاتے گا۔ میرا جادو اگر عنبر پر نہیں چل سکتا تو عاتکہ پر تو چل سکتا ہے۔ میں اُسے مجبور کر دوں گا کہ وہ خود بخود چل کر میرے پاس اس ویران مندر میں آ جائے۔"
"یہ تو بڑا اچھا منصوبہ ہے آقا! اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"لیکن اس کے لیے ہم میں سے کسی کو شاہی حرم میں جاکر عاتکہ کے سر کا ایک بال لانا ہوگا۔ اس کے سر کے بال کو حاصل کیے بغیر میرا جادو اس پر نہیں چل سکے گا۔"

دوسرا شاگرد بولا۔

"میرے آقا! میں شاہی حرم میں جاکر عاتکہ کے سر کا بال اتار لاؤں گا۔"

"تم وہاں تک کیسے پہنچو گے؟ اگر کسی نے تمہیں پہچان لیا تو وہ ضرور تمہاری گردن قلم کر دیں گے۔"

"میں عورت کے بھیس میں جاؤں گا میرے آقا ۔بہرحال یہ بات آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔میں کسی نہ کسی طرح آپ کو عاتکہ کے سر کا بال ضرور لا کر دے دوں گا۔"

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ تم دونوں میرے ہونہار شاگرد ہو۔ میں ہمیشہ تم پر فخر کیا کروں گا۔ تم کہو تو شاہی محل کی طرف چل پڑوں گا۔ اور دیوتاؤں کی قسم ضرور کامیاب واپس آؤں گا۔

چھوٹے جادوگر نے فوراً زنانہ کپڑے پہنے۔چہرے پر بوڑھی عورت کا حلیہ بنایا اور ریشمی کپڑوں کی گٹھڑی کندھے پر رکھ کر آوازیں لگاتا شاہی محل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



معلوم تھا کہ شاہی محل کے مشرقی دروازے پر کپڑا بیچنے والیاں اکثر آیا کرتی ہیں جن سے شہزادیاں اور بیگمات کپڑا خریدا کرتی ہیں۔ شاہی حرم کے مشرقی دروازے پر پہنچ کر اس نے آواز لگائی اور انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں کئی ایک شہزادیاں وہاں آگئیں اور اپنی اپنی پسند کا کپڑا دیکھنے لگیں۔ جادوگر کو علم کہ کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ آخر اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے ایک شہزادی سے پوچھ ہی لیا۔

"اے بیٹی! پچھلے دنوں میں نے اس محل میں ایک نئی لڑکی کو دیکھا تھا۔ اس نے بہت سا ریشمی کپڑا خریدا تھا۔ آج وہ کہاں ہے؟"

ایک شہزادی نے مسکرا کر کہا۔

"وہ ابھی آ جائے گی تم فکر نہ کرو۔ ہم بھی تمہارا ڈھیر سارا کپڑا خرید لیں گی۔ ہم تو شہزادیاں ہیں۔ وہ لڑکی تو ایک معمولی کنیز ہے۔"

جادوگر نے جلدی سے کہا۔

"بجا فرمایا میری بچیو! مجھے تو جو کچھ بھی امید ہے وہ تو تم ہی سے ہے۔"

بھلا کنیز آپ کے سامنے کہاں ٹھہر سکتی ہے؟"

شہزادیاں کپڑا پسند کرنے لگیں۔ جادوگر نے بڑا انتظار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گیا کہ عاتکہ کسی طرح وہاں آن نکلے مگر وہ نہ آئی۔ دوبارہ اُس کے بارے میں پوچھنا اُس نے مناسب نہ سمجھا۔ اُس روز جادوگر ناکام واپس آ گیا۔ اگلے روز پھر اُس نے شاہی حرم کا رُخ کیا۔ اُس دفعہ وہاں عاتکہ موجود تھی۔ جادوگر بہت خوش ہوا۔ باتوں ہی باتوں میں اُس نے کہا۔

"بچیو! اس بار میں حلب کے کچھ آئینے اور شام کی کنگھیاں بھی لائی ہوں۔ یہ دیکھو!"

شہزادیوں نے حلب کے آئینے اور کنگھیاں خرید لیں۔ جادوگر نے ایک کنگھی ہاتھوں میں لے کر عاتکہ سے کہا۔

"اِدھر آؤ بیٹی! میں خود تمہارے بالوں میں کنگھی پھیر کر دکھاتی ہوں کہ کنگھی کرنے کا اصل طریقہ کیا ہے۔"

عاتکہ کو ذرا سا بھی شک نہیں ہو سکتا تھا کہ جادوگر کی نیت کیا ہے۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ جادوگر کے آگے ہو کر بیٹھ گئی۔ جادوگر اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ اُس نے کنگھی لے کر عاتکہ کے بالوں میں کرنی شروع کر دی۔ اُس وقت عاتکہ کے سر کے بالوں میں سے ایک بال توڑ کر الگ کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ چنانچہ یہ کام بڑی آسانی سے ہو گیا۔ جادوگر نے عاتکہ کے سر کا ایک بال کنگھی میں سے نکال کر اپنے جھولے میں ڈال لیا اور اِدھر اُدھر کی دو چار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



باتیں کرنے کے بعد شہزادیوں سے اجازت لے کر واپس بھاگ گیا۔

وہ سیدھا شہر سے باہر پرانے ویران مندر میں پہنچا۔ بزرگر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر اُس نے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا اُسے کامیابی ہوئی ہے؟ اس کے جواب میں چھوٹے جادوگر نے جھولے میں سے عاتکہ کے سر کا بال نکال کر اُسے دے دیا۔

"کیا یہ عاتکہ کے سر کا ہی ہے؟"

"ہاں میرے آقا۔ میں عاتکہ کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ یہ اُس کے سر میں سے کنگھی کرتے ہوئے میں نے خود اتارا ہے"

"شاباش! تم نے شاگرد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب تم دیکھو گے کہ یہ لڑکی کس طرح اپنے آپ میرے جال میں آ کر پھنس جاتی ہے"

بزرگر جادوگر بال جیب میں ڈال کر مندر کے تہہ خانے میں آ گیا۔ دیوتا مردوک کے سب سے بڑے بُت کے آگے وہ پتھر کے چبوترے پر بیٹھ گیا اور اُس نے عاتکہ کا بال پتھر کی سِل پہ رکھ کر اُس کے ارد گرد سرخ رنگ کا دائرہ کھینچ دیا اور لوبان سُلگا کر، آنکھیں بند کر کے کالے جادو کے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ وہ بار بار منتر پڑھتے ہوئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لوبان کے اوپر کوئی سفید سا سفوف چھڑک دیتا جس کی وجہ سے سفید دھوئیں کا مرغولہ سا اٹھ کر چھت کی طرف چلا جاتا۔

اُدھر عاتکہ کی بھی سنئیں۔ وہ شاہی حرم میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ریشمی کپڑے پر پھول کاڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی۔ اُس نے پہلے تو خیال کیا کہ اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گی۔ مگر جب طبیعت بگڑتی ہی گئی تو وہ وہاں سے کوئی بہانہ کر کے اٹھی اور اپنے کمرے میں آکر پلنگ پر لیٹ گئی۔

جوں جوں بزرگ جادوگر کے منتر تیز ہو رہے تھے عاتکہ پر اُس کا اثر بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اُسے یوں لگا جیسے کسی نے اُس کے سارے بدن میں آگ لگا دی ہے۔ اُس نے اُٹھ کر چاندی کی صراحی میں سے پانی پیا۔ مگر گھبراہٹ میں کوئی فرق نہ آیا۔

عاتکہ اُٹھ کر کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ پھر اپنے آپ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل کر حرم کے دالان میں آ گئی۔ یہاں اس کو کسی نے نہ دیکھا۔ عاتکہ کے قدم بے اختیار حرم کے بڑے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اُس کے ہوش و حواس گم ہو چکے تھے اور وہ کسی جادو کے زیر اثر اپنے آپ چل رہی تھی۔ وہ شاہی حرم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے دروازے سے نکل کر باہر بازار میں آ گئی۔ لوگوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی کیونکہ اس زمانے میں بازاروں میں کنیزیں اور غلام اکثر پھرتے رہا کرتے تھے۔ عاتکہ بازاروں میں سے گزرتی ہوئی شہر سے باہر آ گئی۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بہت بڑی طاقت اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ چلاتے جا رہی ہے۔

وہ پرانے مندر کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

مندر میں یزدگر جادوگر کے منتروں کی آواز زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ گویا اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ عاتکہ مندر میں داخل ہو چکی ہے۔ منتر پڑھتے پڑھتے اُس نے آنکھیں اُٹھا کر دیکھا تھا لڑکی اُس کے سامنے کھڑی تھی۔ عاتکہ پر جادوگر کا اثر تھا۔ اس کا اپنا ذہن بالکل بند تھا۔ وہ تو جادوگر کے اشارے پر اور اُس کے منتروں کے زور سے چلی آ رہی تھی۔ وہ ٹکٹکی باندھ کر جادوگر کو دیکھ رہی تھی۔ جادوگر منتر پڑھتے پڑھتے اُٹھا اور عاتکہ کا ہاتھ تھام کر اُسے مندر کے تہہ خانے کے سب سے اندھیرے کمرے کی طرف لے گیا۔

یہاں ایک ہی مشعل دیوار میں جل رہی تھی جس کی دُھندلی روشنی میں چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے جالے نظر آ رہے تھے۔ دیواروں پر کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عائکہ جادوگر کے زور سے اندر آ گئی۔ اسے کوئی احساس نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اور کون اُسے وہاں لے آیا ہے۔ جادوگر نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کیا۔ عائکہ اپنے آپ اُس پتھر پر بیٹھ گئی۔ جادوگر الٹے قدموں کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی اُس نے کوٹھڑی کا لوہے کا دروازہ بند کر کے باہر سلاخ ڈال دی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اُس نے ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا اور ہال کمرے میں اپنے دونوں شاگردوں کے پاس آ کر بولا۔

"اب اس لڑکی کو دنیا کی کوئی طاقت میرے پنجے سے آزاد نہیں کرا سکتی۔ یہ میرے قبضے میں ہے۔ عنبر اس کی تلاش میں سارا ملک چھان مارے مگر اُسے اس کا نشان نہیں ملے گا۔"

پہلے شاگرد نے کہا۔۔

"آقا! کیا آپ اس کی گردن اتار کر محل میں بھیجیں گے؟"

"تو اور کیا میں نے اس کی پوجا کرنے کے لیے اسے یہاں بلایا ہے؟ میں اس لڑکی کی گردن اتار کر اسے یہاں دفن کر دوں گا اور گردن ایک طشت میں ڈال کر عنبر کے محل کی طرف روانہ کر دوں گا۔ طشت اپنے آپ اڑتا ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


جادو کے زور سے عنبر کے کمرے میں پہنچ جائے گا۔ بس یہی میرا انتقام ہے جو میں اُس سے لینا چاہتا ہوں۔"

جادوگر قہقہے مار کر ہنسنے لگا۔ اُدھر عاتکہ پر سے جادو کا اثر دُور ہوا تو اُس نے چونک کر اپنے سر کو جھٹکا دیا اور یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ وہ شاہی حرم سے کہاں آ گئی ہے؟ اُس نے بڑے غور سے اردگرد دیکھا۔ وہ ایک دیمک زدہ کوٹھڑی میں قید تھی جس کی دیوار پر مشعل جل رہی تھی۔ مشعل کی روشنی میں اُس نے چھت کے ساتھ لٹکتے جالوں کو دیکھا تو اُس کی چیخ نکل گئی۔ وہ ڈر کر ایک طرف سمٹ گئی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ حرم میں اپنی کنیزوں کے ساتھ کڑھائی کرتے کرتے اس ویرانے میں کیسے پہنچ گئی۔ اُسے کچھ یاد نہیں تھا کہ اچانک اُس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اور وہ حرم سے نکل کر بازاروں اور گلیوں میں سے ہوتی ہوئی اس مندر میں پہنچ گئی تھی۔ اُس نے لوہے کے دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارے۔ اور آوازیں دیں مگر وہاں اُس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔

دوسری جانب یزدگر جادوگر اپنے شاگردوں سے کہہ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"آج رات کے پچھلے پہر جب صبح کا تارا آسمان پر نکل رہا ہوگا تو اس لڑکی کی گردن کاٹ دی جائے گی۔ میرے جادو کا تقاضا ہے کہ صبح کے وقت یہ کام کیا جائے۔"

"جو حکم ہمارے آقا"

"اب تم لوگ جا کر آرام کرو۔ میں یہاں لیٹ کر ذرا آرام کر لوں۔ صبح ہونے سے پہلے تمہیں جگا دوں گا۔"

جادوگر کے دونوں شاگرد دوسرے کمرے میں جا کر لیٹ گئے۔ جادوگر بھی چبوترے پر لیٹ کر سو گیا۔ وہ منتر پڑھتے پڑھتے تھک گیا تھا۔ لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی اور وہ خراٹے بھرنے لگا۔

عائکہ اپنی کوٹھڑی میں جاگ رہی تھی۔ وہ پریشان تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور رب عظیم سے دعا مانگنا شروع کر دی کہ وہ اسے اس مصیبت سے نجات دلائے۔ جس طرح پہلے بھی اس نے اسے ہر مصیبت سے نجات دلائی تھی۔

رب عظیم کے حضور میں اپنے دل کے ساتھ دعا مانگنے کا اثر یہ ہوا کہ ادھر عنبر کی آنکھ کھل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے عائکہ اسے بلا رہی ہے۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر شاہی حرم کی طرف آ گیا اور خواجہ سرا کو کہا کہ عائکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سے کہے کہ عنبر اُس سے ملنے کے لیے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے
واپس آکر اطلاع دی کہ عاتکہ حرم میں کہیں بھی نہیں ہے۔
عنبر پریشان ہو گیا۔ اس نے ملکہ سلامت سے جا کر
بات کی۔ اُسی وقت سارے محل میں شور مچ گیا اور عاتکہ
کی تلاش شروع ہو گئی۔ مگر عاتکہ وہاں ہوتی تو کسی کو ملتی۔
وہ تو وہاں سے دُور شہر کے ایک اُجڑے ہوئے آسیب زدہ
مندر کے تہہ خانے میں بیٹھی اپنی موت کا انتظار کر رہی تھی
عنبر نے ملکہ سلامت سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عاتکہ کو
زبردستی کسی دشمن نے اغوا کر لیا ہے۔ ملکہ نے کہا کہ وہ
دشمن کون ہو سکتا ہے اور پھر عاتکہ سے تو کسی کی بھی دشمنی
نہیں تھی۔ عنبر نے کہا کہ دشمنی اس کی دربار کے سارے
پجاریوں اور جادوگروں سے تھی۔ کیونکہ اُس نے یہاں کے
مذہب کے رسم کے مطابق اپنے مُردہ خاوند کے ساتھ جلنے
سے انکار کر کے اُن کے دیوتاؤں کی توہین کی تھی۔ ملکہ نے کہا۔
"تو تمہارا خیال ہے کہ عاتکہ کو پجاریوں نے اغوا کر لیا ہے؟"
"پجاریوں نے نہیں ملکہ سلامت بلکہ شکست خوردہ
جادوگر بزرگر نے"
"اس کو کیا ضرورت پڑی تھی عاتکہ کو اغوا کرنے کی؟"
"ملکہ سلامت! وہ میرا انتقام اُس لڑکی سے لینا چاہتا ہوگا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"یہ تمہارا وہم ہے عنبر!"

"نہیں ملکہ عالیہ! مجھے یقین ہے کہ عاتکہ کو یزدگرب نے اغوا کیا ہے۔ اور اُس کی زندگی خطرے میں ہے۔"

"تو پھر اُسے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ جادوگر کس جگہ روپوش ہو گیا ہے۔"

"میں اُسے تلاش کر لوں گا ملکہ سلامت! وہ اس شہر کے ارد گرد ہی کہیں چھپا ہوگا۔ عاتکہ کو اغوا کر کے وہ زیادہ دُور نہیں جا سکے گا۔"

"تم اگر چاہو تو اپنے ساتھ سپاہی لے جا سکتے ہو۔"

"مجھے سپاہیوں کی ضرورت نہیں ملکہ سلامت! میں خود ہی اُس سے نمٹ لوں گا۔"

"دیوتا تمہاری حفاظت کریں عنبر! ہمیں عاتکہ کے بارے میں بڑا فکر رہے گا۔ اگر وہ مل جائے تو اُسے لے کر فوراً ہمارے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا۔"

"جو حکم ملکہ عالیہ"

عنبر ملکہ سلامت سے اجازت لے کر محل سے باہر نکل آیا۔ اُس نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا۔ رات کے اندھیرے اور سناٹے میں اُس نے جگہ جگہ کھڑے ہو کر عاتکہ کے بین کرنے کی آواز سننے کی کوشش کی مگر وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کامیاب نہ ہو سکا۔ عاتکہ شہر کے کسی مکان میں، کسی حویلی میں موجود نہیں تھی۔ تو پھر وہ کہاں چلی گئی تھی؟ کیا اُسے زمین نے نگل لیا تھا یا آسمان نے اٹھا لیا تھا؟ عنبر یہی سوچتے سوچتے شہر سے باہر آ گیا۔ شہر کے ارد گرد میدان پھیلا ہوا تھا۔ کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ تھے۔ کھیت تھے اور اونچے نیچے ریت کے ٹیلے تھے۔ وہ ایک ٹیلے کے پاس آ کر ریت پر بیٹھ گیا۔ اور دل ہی دل میں غور کرنے لگا کہ عاتکہ کہاں ہو سکتی ہے؟

رات آدھی گزر چکی تھی۔ بزرگ جادوگر چبوترے پر بے سُدھ ہو کر سو رہا تھا۔ اُس کے شاگرد بھی ساتھ والے کمرے میں سو رہے تھے۔ اگر کوئی ویران مندر کی چار دیواری میں جاگ رہا تھا تو وہ عاتکہ تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں دُعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپے بے بسی سے رو رہی تھی۔ سسکیاں بھر رہی تھی۔ اچانک اُسے روتے روتے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے کوٹھڑی کے اندر لمبی سسکی بھری ہو۔ پہلے تو عاتکہ نے کوئی خیال نہ کیا اور یہی سمجھا کہ اُس نے اپنی ہی سسکی کی آواز سُنی ہے۔ مگر جب دوسری مرتبہ اُسی طرح لمبی سسکی کی آواز سنائی دی تو عاتکہ نے آنکھوں پر سے ہاتھ اُٹھا کر سامنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



دیکھا - جو کچھ اُس نے دیکھا وہ اس قدر حیرت انگیز تھا کہ عاتکہ چیخ مار کر پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گئی -
اُس کے سامنے مشعل کی روشنی میں ایک بہت بڑا اژدھا اور شیش ناگ کنڈل مارے بیٹھا اپنا اونٹ اتنا سر اٹھائے - لال لال بلی ایسی آنکھوں سے عاتکہ کو دیکھ رہا تھا - سسکی دراصل اُس کی پھنکار کی آواز تھی قریب تھا کہ عاتکہ بے ہوش ہو جائے کہ اژدھا نے کہا -
" عاتکہ ! مجھ سے ڈرو نہیں - میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا - میں تمہاری مدد کے لیے یہاں آیا ہوں - میں شیش ناگ ہوں - سانپوں کا سب سے بڑا دیوتا ناگ ہوں - مجھ سے تیرے رونے اور سسکیاں بھرنے کی آواز سُنی نہیں گئی - میرا دل خون کے آنسو رونے لگا اور میں زمین کے نیچے سے نکل کر تمہاری مدد کرنے تمہارے پاس آ گیا ہوں - بتاؤ تم کیا چاہتی ہو ؟"
عاتکہ کو کچھ حوصلہ سا ہوا - اُس نے اپنے حواس ٹھیک کیے - اور آگے بڑھ کر بولی -
" اے شیش ناگ ! اگر تو مجھے اس قید خانے سے باہر نکال دے تو میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی "
شیش ناگ نے کہا -

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"بس اتنی سی بات تھی ۔ جس کی وجہ سے تم رو رہی تھیں؟
یہ کونسی مشکل بات ہے ۔ آؤ میرے پیچھے پیچھے ۔"
عاتکہ نے کہا ۔

"اے شیش ناگ مجھے ایک جادوگر یہاں اٹھا کر لے
آیا ہے ۔ اور وہ شاید باہر پہرہ دے رہا ہے یا سو رہا ہے ۔
اس کا خیال رکھنا ۔ وہ بہت بڑا جادوگر ہے ۔"

"تم فکر مت کرو لڑکی! شیش ناگ پر کسی کا جادو نہیں
چل سکتا ۔"

اژدھا نے آگے بڑھ کر لوہے کے دروازے پر زور سے
اپنی طاقتور دم ماری اور دروازہ ٹوٹ کر پرے جا گرا ۔

"آؤ میرے ساتھ مظلوم لڑکی! میں تمہیں اس مندر کے
باہر چھوڑ آتا ہوں ۔"

عاتکہ اژدھا کے ساتھ کوٹھڑی سے باہر نکلی تو جادوگر
دروازہ ٹوٹنے کی آواز سن کر بیدار ہو چکا تھا ۔ اس نے
چونک کر دیکھا کہ عاتکہ ایک اژدھا کے ساتھ بڑھی چلی آ رہی
ہے ۔ وہ غصے سے پاگل ہو گیا ۔ اس نے سانپ پر جادو کرنا
چاہا ہی تھا کہ اژدھا نے آگے بڑھ کر بجلی ایسی تیزی کے
ساتھ جادوگر کی گردن تک سر اپنے منہ میں لے لیا اور
جھٹکا دے کر اسے گردن سے الگ کر دیا ۔ مندر میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بھونچال سا آگیا ۔ مگر اژدھا اور عاتکہ کو کچھ نہ ہوا۔جادوگر کے شاگرد بھاگتے ہوئے وہاں آئے ۔ لیکن اپنے استاد کا عبرت ناک انجام دیکھ کر اور شیش ناگ کی پھنکار سن کر واپس بھاگ گئے ۔ اژدھا نے عاتکہ کو ساتھ لیا اور مندر سے باہر آگیا

"اے لڑکی ! یہاں میری حدود ختم ہوتی ہے ۔ میں کوشش بھی کروں تو اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اب تم آزاد ہو۔ اگر پھر کبھی تمہیں مصیبت کا سامنا ہوا تو اسی طرح مجھے یاد کر لینا"

اتنا کہہ کر شیش ناگ غائب ہو گیا اور وہ میدان میں اکیلی کھڑی رہ گئی ۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# وحشی ملکہ

رات کے اندھیرے میں عاتکہ ٹیلے کے پاس تنہا کھڑی تھی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہاں جائے کہ اچانک مندر کی کھوہ میں سے تیزدگر جادوگر کے دونوں شاگرد باہر نکلے اور ایک طرف کو دوڑتے ہوئے غائب ہوگئے۔ وہ بے انتہا ڈرے ہوئے تھے اور یوں بھاگ رہے تھے جیسے اُن کے پیچھے کوئی بلا لگی ہو۔ عاتکہ خود ڈر کر سہم گئی اور اُس کے ہونٹوں سے چیخ نکل گئی۔ اُس کی چیخ کی آواز عنبر نے سُن لی جو قریب ہی ایک سنگلاخ چٹان کے سائے میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ عاتکہ کو کہاں تلاش کرے۔ چیخ کی آواز سُن کر وہ لپک کر اسی طرف آیا جس طرف سے آواز آئی تھی۔ وہ ٹیلے کی آڑ سے باہر نکلا تو سامنے عاتکہ سہمی کھڑی تھی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ عاتکہ بے چاری اُس سے لپٹ کر رونے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"تم یہاں کیسے آ گئیں عاتکہ؟ تم تو حرم میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی کڑھائی کر رہی تھیں؟"
عاتکہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔
"مجھے کچھ معلوم نہیں میں کیسے یہاں آ گئی عنبر! میری طبیعت اچانک بوجھل ہو گئی اور میں اپنے آپ اٹھ کر شہر کے بازاروں، گلیوں میں سے گزرتی اس ویران مندر میں آ گئی۔"
اس کے بعد عاتکہ نے ساری کہانی عنبر کو سنائی اور کہا۔
"شاہی جادوگر کی لاش اندر پڑی ہے۔"
عنبر نے کہا۔
"اس کا انجام یہی ہونا تھا۔ اس کی لاش کو وہیں پڑا رہنے دو۔"
"عنبر! اگر وہ شیش ناگ میری مدد کو نہ آتا تو جادوگر نے مجھے ضرور ہلاک کر دینا تھا۔"
"ربِّ عظیم نے تمہاری مدد کے لیے اسے بھیج دیا تھا عاتکہ۔ مگر تم نے شیش ناگ سے پوچھا نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور وہاں کیسے آیا ہے؟"
"اس نے اپنے آپ ہی صرف اتنا بتایا تھا کہ میں بن کے نیچے آرام کر رہا تھا کہ تمہارے رونے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آواز نے مجھے بے چین کر دیا اور میں تمہاری مدد کے لیے آ گیا۔"

عنبر سوچنے لگا۔ پھر بولا

"عاتکہ! یہ شیش ناگ ہڑپہ کے بڑے مندر کا دیوتا ہے۔ میں نے بلیطلیس کی بہن سے سنا تھا کہ ہڑپہ کے بڑے معبد میں شیش ناگ کی پوجا ہوتی ہے اور شیش ناگ بڑا رحم دل دیوتا ہے اور وہ دکھی انسانوں کی مدد کرتا ہے۔"

"کاش! میں اُس سے اور کچھ پوچھ سکتی۔"

"تم اگر سوال بھی کرتیں تو شیش ناگ تمہیں کچھ نہ بتاتا۔

دیوتا لوگ جو انسانوں کی بھلائی کے لیے آتے ہیں زیادہ راز نہیں بتایا کرتے۔ آؤ اب میرے ساتھ حرم میں چلو ملکہ اور دوسری بیگمیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

عنبر نے عاتکہ کو ساتھ لیا اور شاہی حرم کی طرف چل پڑا۔ شاہی حرم میں پہنچ کر ملکہ سلامت نے عاتکہ کو گلے سے لگا لیا۔ عاتکہ نے یونہی ایک کہانی گھڑ لی کہ وہ خواب میں چلنے کی عادی ہے اور کبھی کبھی خواب میں چلتی ہوئی گھر سے باہر نکل جایا کرتی ہے۔ چنانچہ آج بھی وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اسی طرح خواب میں چلتے ہوئے گھر سے دُور ایک جنگل میں پہنچ گئی تھی کہ اُس کی آنکھ کھُل گئی۔ عنبر نے اس بناوٹی قصّے کی تائید کر دی۔ ملکہ کو یقین آ گیا اور اُس نے عاتکہ کے بیے شاہی حکیم سے مشورے کی تجویز پیش کی اور کہا کہ صبح اٹھ کر وہ شاہی حکیم کو خود بلوا کر اُس سے بات کرے گی۔

بات آئی گئی ہو گئی۔ عنبر چاہتا تھا کہ عاتکہ کو کسی طرح اُس کے گھر اُس کی ماں تک پہنچا دے، تاکہ وہ اپنے گھر میں باقی زندگی بسر کرے اور وہاں خوش رہے اب جادوگر بھی مر چکا تھا اور اُس کے شاگرد فرار ہو گئے تھے۔ اُسے کسی دشمن سے کسی قسم کا خطرہ نہیں تھا۔ اُس نے عاتکہ سے ذکر کیا تو وہ بولی۔

"اس سے بڑھ کر مجھے اور کیا خوشی ہو گی کہ میں اپنی پیاری ماں کے پاس چلی جاؤں۔ لیکن عنبر میری ماں یہاں سے ایک مہینے کی مسافت پر رہتی ہے۔"

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ اگر تم راضی ہو تو تمہیں ہر حالت میں وہاں پہنچا دیا جائے گا۔"

"میں تیار ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے ساتھ چلو۔"

"اگر فرصت مل سکی تو میں چلوں گا نہیں تو تمہیں

Courtesy www.pdfbookfree.pk



شاہی فوج کی حفاظت میں پہنچایا جائے گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ میں ہر طرح سے تیار ہوں"

عنبر نے اُسی روز شہزادے سے بات کی اور اس سے عانکہ کے واپس اپنے ماں کے پاس جانے کی اجازت حاصل کر لی۔ اُن ہی دنوں موہنجو داڑو میں یہ افواہ بڑی گردش کر رہی تھی کہ ہُن قوم کی ایک خونخوار عورت عمیکا جو کہ سارے قبیلے کی سردار ہے موہنجو داڑو پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس لئے شہزادے نے عنبر کو عانکہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہ دی۔

"تمہارا دربار میں رہنا بہت ضروری ہے عنبر! ہم اس لڑکی کو حفاظت کے ساتھ اُس کے گھر پہنچا دیں گے۔ اگر ہمیں عمیکا کی جانب سے حملے کا شدید خطرہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں خوشی سے ساتھ جانے کی اجازت دے دیتے۔"

"جیسے آپ کی مرضی شہزادہ سلامت! میں اُسے شاہی فوجی دستے کی حفاظت میں پہنچانے کا بندوبست کر دوں گا۔"

یہی میں بھی چاہتا ہوں۔"

بادشاہ شہزادے کے جاسوسوں نے آ کر اطلاع دی تھی کہ موہنجو داڑو کے شمال میں داوند پہاڑ کی دوسری جانب صحرائے گوبی میں ایک بڑی بہادر، خونخوار اور وحشی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



قوم آباد ہے جس پر عمبیکا نام کی ایک وحشی ملکہ حکومت کرتی ہے۔ اس ملکہ نے ارد گرد کے بے شمار شہروں کو برباد کر کے اُن پر قبضہ جما لیا ہے اور اب موہنجو داڑو پر نظریں رکھے ہوئے ہے کیونکہ اُسے علم ہو گیا ہے کہ موہنجو داڑو ایک بڑا امیر اور خوش حال شہر ہے۔ بادشاہ شہزادے نے عنبر سے کہا۔

"عنبر! ہم تمہیں ایک انتہائی اہم اور راز دارانہ سفر پر روانہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ دلیرانہ کام ہے جو سوائے تمہارے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیا تم راضی ہو؟ کیونکہ اس میں جان کے چلے جانے کا بھی خطرہ ہے۔"

عنبر نے ادب سے کہا۔

"میری جان کی آپ پروا نہ کریں شہزادہ سلامت! آپ مجھے وہ کام بتائیں جو مجھے ایک فرض سمجھ کر ادا کرنا ہے۔"

شہزادہ عنبر کو اپنے ساتھ محل کے اندر کمرہ خاص میں لے گیا اور یہاں اُس نے عنبر کو بتایا کہ اُس کے جاسوسوں نے اُسے اطلاع دی ہے کہ ہُن قوم کی وحشی ملکہ عمبیکا اپنے خونخوار لشکر کے ساتھ موہنجو داڑو پر حملے کی تیاریاں کر رہی ہے۔

"تم فوراً صحرائے گوبی کے کنارے آباد اس قوم میں جاؤ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور جا کر معلومات حاصل کرو کہ اُن کے لشکر کی تعداد کتنی ہے۔ اُن کے پاس اسلحہ کتنا ہے اور وہ کب حملہ کرنے والے ہیں۔ مجھے جاسوسوں کی بات پر اعتبار نہیں"

"میں کل ہی اس سفر پر روانہ ہو جاتا ہوں"

"راستے کے بارے میں ساری تفصیل تمہیں میرے جاسوس مہیا کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہاں سے اگر دن کے وقت قافلہ چلے تو چھ ماہ کے اندر وہاں پہنچ جاتا ہے"

"چاہے کتنے دن لگیں شہزادہ سلامت! میں کل ہی اس سفر پر روانہ ہو جاؤں گا"

"میں چاہتا ہوں تم جتنی تیزی کے ساتھ ہو سکے یہ سفر طے کرو میں نے تمہارے لیے خاص طور پر ایسی اونٹنیوں کا بندوبست کیا ہے جو اس دفعہ فوج کے مقابلوں کی دوڑ میں اول آئی تھیں۔ تمہارے ساتھ فوج کا ایک دستہ بھی ہوگا"

"میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں شہزادہ سلامت! میں اگر اکیلا ہی اس سفر پر چلوں تو بہتر ہوگا"

"یہ سفر بڑا دشوار گزار ہے عنبر۔ تم اسے اکیلے نہ کر سکو گے۔ ہاں البتہ فوج کا دستہ تمہیں ہُن قوم کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



علاقے میں چھوڑ کر واپس آ جائے گا۔ اور اگر تم کہو گے تو کسی خاص جگہ پر تمہاری واپسی کا انتظار کرے گا۔"

"بہتر ہے۔ کیا یہ دستہ کل سفر پر روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار ہے شہزادہ سلامت؟"

"اگر تم صبح کوچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو وہ ایک پہر میں تیار ہو جائے گا۔"

"میں صبح صبح منہ اندھیرے سفر پر نکل جانا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ معاملہ نازک ہے اور وقت بہت کم ہے۔"

"مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ اب صبح محل کے دروازہ خاص میں ملاقات ہو گا جہاں تمہاری محافظ دستہ تیار کھڑا ہو گا اور ہم تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"میں خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا شہزادہ سلامت!"

عنبر کو خیال آیا کہ عاتکہ بھی اُسی علاقے یعنی کوہ دماوند کے دامن میں واقع ایک قصبے کی رہنے والی ہے کیوں نہ اُسے بھی اس سفر میں ساتھ ہی لے لیا جائے؟ عاتکہ کی ماں اپنی بیٹی کے اغوا کا سُن کر روتی دھوتی واپس اپنے وطن چلی گئی تھی۔ اُس نے شہزادے سے اُس کی اجازت طلب کر لی۔ شہزادے نے اُسی وقت اجازت دے دی اور کہا کہ وہ اگر چاہے تو عاتکہ کو بھی اپنے ساتھ لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جا سکتا ہے۔ عنبر نے شہزادے کو جھک کر سلام کیا اور سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس نے اسی وقت عاتکہ کو بلایا اور ساری بات سمجھا دی۔ عاتکہ بڑی خوش ہوئی۔ ملکہ سلامت نے بھی عاتکہ کی خوشی کو سامنے رکھتے ہوئے اُسے عنبر کے ساتھ اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ عنبر نے عاتکہ سے وحشی قوم کی ملکہ عمیکا کے بارے میں پوچھا۔ اُس نے کہا۔

"میں نے اُس ملکہ کا نام سُن رکھا ہے اور اپنی والدہ سے سنا ہے کہ وہ ایک انتہائی سنگدل اور خونخوار قوم کی ملکہ ہے۔ ہمارے قصبے سے اُس قوم کا علاقہ بہت دُور ہے۔ مگر اُن کی خونخواری کی داستانیں ہمارے بڑے بوڑھے بڑی تفصیل سے سنایا کرتے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اس قوم کے لوگ صحراؤں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ خیموں میں رہتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں چرا کر گزارہ کرتے ہیں اور آس پاس کے شہروں کو جب چاہے۔ لُوٹ کر آگ لگا دیتے ہیں اور دشمن کے سر کاٹ کر اپنے خیموں کے باہر لٹکا دیتے ہیں"

عنبر بڑے غور سے عاتکہ کی باتیں سُنتا رہا۔ اُس کے بعد اُس نے کہا۔

"تم جاکر ابھی سے تیاری شروع کر دو۔ کل صبح منہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اندھیرے ہمیں سفر پر روانہ ہونا ہے۔ تمہیں وقت پر تیار ہو جانا چاہیئے۔"

"میں بالکل تیار ہوں گی۔"

وہ چلی گئی اور عنبر نے ضروری سامان باندھ کر رکھ لیا اور مسہری پر لیٹ کر صبح کا انتظار کرنے لگا۔ صبح ہونے میں صرف ایک پہر باقی تھا۔ وہ سوچتے سوچتے گزر گیا۔ جب پو پھٹی اور آسمان کے مشرق میں صبح کا نیلا اجالا پھیلنے لگا تو عنبر نے اپنے سامان کی گٹھڑی غلام کے سر پر رکھی اور شاہی محل کے دروازہ خاص میں آ گیا۔ یہاں پہلے ہی سے دس بارہ جوان دو چوبند سپاہی اور اونٹنیاں سفر کے لیے تیار کھڑی تھیں۔ شہزادہ بھی ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ شہزادہ اس سفر کو باقی درباریوں سے خفیہ رکھنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں سوائے ان کے اور کوئی نہیں تھا۔ عاتکہ اونٹنی کے ایک کجاوے میں بیٹھ چکی تھی۔ وہاں پہنچتے ہی شہزادہ عنبر کو ایک طرف لے گیا اور اسے دوبارہ سفر کے منصوبے کے بارے میں تفصیل سمجھائی اور راز داری کی تاکید کی۔ عنبر نے اپنی طرف سے شہزادے کو پوری یقین دہانی اور تسلی کر دی۔ شہزادے نے سپاہیوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اشارہ کیا۔ عنبر ایک برق رفتار اونٹنی پر بیٹھ گیا اور
یہ چھوٹا سا قافلہ اپنے طویل اور پُراسرار سفر پر روانہ ہوگیا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُدھر ہڑپہ شہر میں جاکر
معلوم کیا جاتے کہ سیاہ فام شہزادے کا خطرناک پُراسرار
جاسوس کیا کر رہا ہے؟ اور بے گناہ تھائیں کس حال
میں ہے؟ اُس بے چاری کو ہرگز ہرگز علم نہیں تھا کہ
سیاہ فام کانے کا ایک جاسوس اُس کا پیچھا کرتے ہوئے
اُس کے گھر تک پہنچ چکا ہے۔ وہ اپنے خیال میں آزاد
ہوکر اپنے ماں باپ کے گھر میں آزادی کی زندگی بسر
کر رہی تھی۔ وہ صبح اُٹھ کر کنوئیں پر جاکر صراحیوں میں پانی
بھر کر لاتی۔ پھر بھیڑ بکریوں کا دودھ دوہتی اور انہیں ساتھ
لے کر وادی میں گھاس چرانے لے جاتی۔ جاسوس نے اُس
کی ایک ایک مصروفیت کو ذہن نشین کر لیا تھا اور اب
ایک کارواں سرائے میں اپنے دو ساتھیوں کے پاس بیٹھا
اس تجویز پر غور کر رہا تھا کہ تھائیں کو اغوا کرکے کیسے
مصر پہنچایا جائے اور شہزادے سیاہ فام سے انعام و اکرام
حاصل کیا جاتے۔

"میرے خیال میں سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نہیں کہ
تھائیں کو بے ہوش کرکے اونٹ کے کجاوے میں ڈال د

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


جائے اور مصر کی طرف کوچ بول دیا جائے۔"

"لیکن راستے میں ہوش میں آ کر اگر اُس نے شور مچا دیا تو کیا ہوگا؟"

"ہم راستے میں ہوش آتے ہی اُسے دوبارہ بے ہوش کر سکتے ہیں۔"

"اگر بار بار بے ہوش کرنے سے وہ مر گئی تو شہزادہ شباہ فام کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟ وہ یقیناً ہماری گردنیں بھی اتار دے گا۔"

"میری بیہوشی کی دوائی بے ضرر ہے۔ اگر ایک ہزار مرتبہ بھی مخاطبیں کو بے ہوش کیا گیا تو اُس کی صحت پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔"

"اگر تمہیں اپنی دوا کے بے ضرر اور غیر نقصان دِہ ہونے پر یقین ہے تو ہم اُسے بے ہوش کر کے اٹھا لیتے ہیں۔"

"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میری دوا بے ضرر ہے اور پھر سوائے اس کے ہمارے پاس اور کوئی چارہ کار بھی تو نہیں ہے۔ تم اور کیسے جیتی جاگتی زندہ عورت کو اٹھا کر اتنی دُور دراز کے سفر پر لے جا سکتے ہو؟"

"تو پھر ہم اس منصوبے پر کل ہی عمل کرتے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کل صبح جس وقت تھائیں اپنی بھیڑ بکریوں کو چشمے پر پانی پلانے آئے گی تو وہیں اسے دبوچ لیا جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

یہ لوگ صبح کے اغوا کی تیاری کرنے لگے۔ انہوں نے پراسرار آدمی کے ساتھ سارا سامان باندھ کر تیز رفتار اونٹوں پر لاد لیا۔ اور اونٹوں کو لے کر ہڑپہ شہر سے باہر اس جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں تھائیں قریباً روزانہ ہی اپنی بھیڑ بکریوں کو لے کر انہیں پانی پلانے اور گھاس پھونس چرانے آیا کرتی تھی۔ روزانہ کے مطابق تھائیں بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ چھڑی ہاتھ میں لیے نمودار ہوئی۔ وہ بڑی بے فکری سے چلی آ رہی تھی اور کوئی پرانا لوک گیت بھی گا رہی تھی۔ تینوں جاسوسوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پراسرار جاسوس نے ایک پھٹے پرانے کپڑوں والے اندھے فقیر کا بھیس بدل رکھا تھا۔ تھائیں جس وقت چشمے پر پہنچ کر رک گئی اور بھیڑ بکریوں کو باری باری پانی پلانے لگی تو یہ آدمی اندھے فقیر کے بھیس میں وہاں سے نکل کر لاٹھی سے راستہ ٹٹولتا ہوا چشمے کی طرف چل پڑا۔ وہ بار بار بڑی دردناک آواز میں کہہ رہا تھا۔

"اندھے فقیر کو پانی پلا دو۔ اندھے فقیر کو پانی پلا دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ظاہر تو وہ یہ کر رہا تھا کہ وہ اندھا ہے مگر چوری چوری وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور لاٹھی سے راستہ ٹٹول ٹٹول کر وہ سیدھا اُس طرف جا رہا تھا جہاں تھائیس چشمے پر جانوروں کو پانی پلا رہی تھی۔ بے ہوش کرنے والی دوائی ایک رومال میں رکھی ہوئی اُس کے جھولے میں پڑی تھی۔ چشمے کے قریب پہنچ کر اس نے زور سے آواز لگائی۔

"اندھے فقیر کو پانی پلا دو بابا۔ دیوتا تمہارا بھلا کریں گے۔"

تھائیس نے ایک اندھے فقیر کو پانی کا سوال کرتے دیکھا تو اُس کا نرم دل پسیج گیا۔ اُس نے دور ہی سے کہا۔

"ابھی پانی لاتی ہوں بابا۔ وہیں ٹھہرو۔"

اندھا فقیر بھی تو چاہتا تھا۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو کر وہیں رُک گیا۔ تھائیس نے مٹی کے ایک پیالے میں چشمے کا ٹھنڈا پانی ڈالا اور خوشی خوشی اندھے فقیر کی طرف آ گئی۔ وہ یہ نیک کام کر کے دلی خوشی محسوس کر رہی تھی۔ اندھا فقیر درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا اور اس نے جیب سے بے ہوشی کی دوائی میں تر رومال نکال کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھائیس اس کے قریب آئی تو اندھے فقیر نے اُسے دعائیں دینی شروع کر دیں۔ تھائیس نے پانی کا پیالہ اندھے کے ہاتھوں میں دے کر کہا۔

"لو بابا پانی پی لو"

"جیتی رہو بیٹی۔ جیتی رہو بیٹی۔ دیوتا تمہارا جلدی سے بیاہ کر دیں"

تھائیس ہنس پڑی۔ اندھے فقیر نے پانی پی کر پیالہ جان بوجھ کر زمین پر رکھ دیا۔ جونہی تھائیس پیالہ اٹھانے کے لیے جھکی بجلی ایسی تیزی کے ساتھ اندھے فقیر نے رومال والا ہاتھ تھائیس کے ناک پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اُس کی گردن دبوچ لی۔ تھائیس مچھلی کی طرح ایک بار تڑپی اور پھر بے ہوش ہو کر اندھے فقیر کی بانہوں میں گر پڑی۔ دُور اُس کے ساتھی یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تھائیس بے ہوش ہو گئی ہے تو وہ تیزی سے اونٹ لے کر آگے بڑھے۔ انہوں نے جلدی سے بے ہوش تھائیس کو اٹھا کر کجاوے میں ڈالا۔ خود بھی اونٹوں پر سوار ہوئے اور اُن کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ باگیں ڈھیلی ہوتے ہی اونٹوں نے وادی میں ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ تھائیس بیچاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کچا دے میں بے ہوش پڑی تھی۔ اور اُس کی بکریاں اور بھیڑیں چشمے پر اُسے زور زور سے ممیا کر پکار رہی تھیں۔ اُنہیں کیا خبر تھی کہ اُن کی مالکن اُن سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے اور ایک بار پھر ایک ایسے خوفناک سفر پر روانہ ہو گئی ہے۔ جس کے انجام کا اُسے بھی کچھ پتہ نہیں۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# مصیبت کا سفر

تھائیس کی زندگی کا بھیانک سفر ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا۔

ہڑپہ شہر سے باہر نکلتے ہی جاسوسوں نے اونٹوں کی رفتار تیز کر دی اور مصر کی جانب پُرخطر اور طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔ وہ سمندر کے سفر سے بچ کر اُس راستے پر جا رہے تھے جو موہنجو داڑو کے پہلو سے ہو کر مکران اور ایران سے ہوتا ہوا خشکی کی راہ بر ملک مصر کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ سارا دن گرم دھوپ میں چلتے رہے۔ اونٹ بڑے تیز رفتار تھے۔ شام کے وقت وہ تھک گئے اور ایک جگہ آرام کرنے کے لیے رُک گئے۔ یہاں پہنچ کر تھائیس کو ہوش آ گیا۔ اُس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ اور اُسے کہاں لئے جا رہے ہیں؟ پُراسرار آدمی نے ہنس کر کہا۔

"ہم سیاہ فام شہزادے سے تمہارا بیاہ کرنے لیے جا رہے ہیں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تھائیس کانپ کر رہ گئی - تو گویا شامی کا خدشہ صحیح
ثابت ہوا تھا - یہ شخص اُس کا جگہ جگہ پیچھا کر رہا تھا۔
اور آخر اُسے اغوا کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ تھائیس
نے اُس کی منت کی کہ وہ اُسے سیاہ فام شہزادے کے
پاس نہ لے جائے - مگر وہ تینوں اُس کی باتوں پر ہنستے
رہے اور اُس کا مذاق اڑاتے رہے - آدھی رات کو وہ
پھر اپنے سفر پر چل پڑے - ساری رات اور دوسرا سارا
دن سفر کرنے کے بعد وہ ایک قصبے کے قریب پہنچ
گئے - یہاں انہوں نے تھائیس کو دوبارہ زبردستی دوا
سُنگھا کر بے ہوش کر دیا -

یہ قصبہ موہنجو داڑو سے کافی فاصلے پر واقع تھا - وہ
سمجھ گئے کہ وہ درست راستے پر جا رہے ہیں اور
اگلے روز ملک سندھ کی سرحد عبور کر کے ملک ایران
میں داخل ہو جائیں گے - اس قصبے سے انہوں نے
کھانے پینے کی چیزیں خریدیں اور بڑی تیز رفتاری
کے ساتھ سندھ کی سرحدوں کی جانب روانہ ہو گئے -
دوسرے روز شام کے وقت انہوں نے ملک سندھ
کی سرحد عبور کر لی اور ملک ایران میں داخل ہو گئے
یہاں سے سنگلاخ پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا اور ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے سفر کی رفتار سست پڑ گئی۔ مگر وہ بغیر رکے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان سنگلاخ پہاڑی میدانوں میں سفر کرتے ہوتے انہیں دس روز ہو گئے تھے۔ گیارویں روز وہ سوریہ اور بابل کے شہروں سے گزر کر ملک مصر میں داخل ہو گئے۔ اپنے ملک کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہی انہوں نے اطمینان کا سانس لیا اور بڑی تیزی کے ساتھ شہزادہ سیاہ فام کے محل کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ تھائیس بیچاری کا سفر اور غم کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں تھی اور کہاں آ گئی؟ عنبر خدا جانے کہاں ہوگا۔ ورنہ اُسے ہی اپنی بپتا سناتی۔ اُسے اپنا ہولناک انجام سامنے نظر آ رہا تھا۔

جس وقت یہ لوگ شہزادہ سیاہ فام کے محل کی ڈیوڑھی میں داخل ہوئے تو شہزادہ سیاہ فام اپنی کانی آنکھ لئے خود وہاں پر موجود تھا۔ غصے سے اُس کا برا حال ہو رہا تھا۔ تھائیس کو دیکھتے ہی اُس کا پارہ ایکدم چڑھ گیا اور اُس نے اُسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ تھائیس بیچاری چیخ مار کر رہ گئی۔

"تم نے دیکھ لیا کہ میں تمہیں زمین کے نیچے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بھی کھینچ کر لا سکتا ہوں بول اب کبھی یہاں سے بھاگنے کا نام لے گی؟"

اُس نے تھائیس کو بے دردی سے مارنا شروع کر دیا۔

تھائیس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"ہرگز نہیں میرے آقا ہرگز نہیں۔ اب میں یہاں سے کبھی فرار ہونے کا نام نہیں لوں گی۔ میں آپ کی خدمت کروں گی اور ساری عمر آپ کی کنیز بن کر یہاں رہوں گی"

سیاہ فام نے قہقہہ مار کر کہا۔

"اب آئی ہو تم سیدھی راہ پر ۔۔ چلو اندر چلو"

تھائیس اٹھ کر اندر چلی گئی۔ دوسری کنیزیں سہمی ہوئی کھڑی تھیں۔ سیاہ فام نے کڑک کر کہا۔

"اگر اب کسی نے یہاں سے بھاگنے کے متعلق سوچا بھی تو اُس کی کھال کھینچ لی جائے گی"

جب سیاہ فام چلا گیا تو دوسری کنیزوں نے تھائیس کو بڑی ہمدردی سے اپنے ساتھ لیا اور حرم میں داخل ہو گئیں۔ انہوں نے اُسے گرم پانی سے نہلایا۔ اُس کی چوٹوں پر دوا لگائی۔ اُسے نئی پوشاک پہنائی اور اُس کے کمرے میں لے جا کر سُلا دیا۔ وہ بے چاری در در کی ٹھوکریں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کھا کر نڈھال ہو گئی تھی - اوپر سے سیاہ فام کی مار پیٹ
اور طویل سفر نے رہی سہی کسر پوری کر دی تھی - وہ پلنگ
پر لیٹتے ہی رونے لگی - چپکے چپکے اکیلی ہی اپنی ماں کو
یاد کر کے روتی رہی - وہ بلند آواز سے بھی نہیں روسکتی
تھی کہ کہیں کسی کو خبر ہو گئی تو اُس کی کھال اُتروا لی
جائے گی - روتے روتے اُس کے آنسو بھی خشک ہو گئے
اور وہ جانے کس وقت نیند کی آغوش میں چلی گئی -

کوہ دماوند کی جانب عنبر کا سفر بھی جاری تھا - انہیں
سفر کرتے ہوئے چار مہینے ہو گئے تھے - انہوں نے
بڑی برق رفتاری سے سفر کیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ
دو مہینے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گئے تھے - عاتکہ بھی
اُن کے ساتھ تھی - چوتھا مہینہ ختم ہو رہا تھا کہ یہ قافلہ
اُس قصبے میں پہنچ گیا - جہاں عاتکہ کی ماں رہتی تھی - عاتکہ
کو دیکھ کر اُس کی ماں خوشی سے نہال ہو گئی - اُسے بالکل
یقین نہیں تھا کہ اُس کی زندگی میں اُس کی بیٹی اُسے
زندہ سلامت ملے گی - ایک روز قافلے نے اُسی جگہ
قیام کیا -

ہُن قوم کا علاقہ اب شروع ہونے والا تھا - عنبر نے
حفاظتی سپاہیوں سے کہا کہ یہاں سے وہ واپس چلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جائیں۔ آگے وہ منصوبے کے مطابق اکیلا ہی سفر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ تیسرے روز سپاہی واپسی سفر پر روانہ ہو گئے۔ عنبر نے عائکہ کی بوڑھی والدہ سے ہُن قوم کے رہن سہن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں۔ اُسے پتہ چلا کہ یہ قوم پانی اور اناج کے دیوتاؤں کی پُوجا کرتی ہے۔ اُن کا ایک جنگ کا دیوتا بھی ہے جو انہیں ہر جنگ کی اجازت اور فتح کی خوش خبری دیتا ہے۔ عنبر ایک ہفتہ عائکہ کی والدہ کے گھر ٹھہرا رہا۔ آٹھویں روز اُس نے ایک خوبصورت سیاہ گھوڑا خریدا اور تیاری شروع کر دی۔

عائکہ نے کہا

"عنبر بھائی! میری دعائیں آپ کے ساتھ رہیں گی۔ آپ ایک بڑی ہی وحشی اور آدم خور قوم میں جا رہے ہیں۔ ربِّ عظیم آپ کی حفاظت کرے اور آپ جلد واپس ہمارے پاس آئیں۔"

عنبر نے عائکہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بس مجھے تمہاری دعاؤں کی ہی ضرورت ہے عائکہ! تم دعا کرتی رہنا پھر مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔"

عنبر نے عائکہ کی ماں کو بھی جھک کر ادب سے سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر صحرائے گوبی کے اس علاقے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



طرف چل پڑا جہاں سے ہُن قوم کی سلطنت کی حدود شروع ہوتی تھی۔ اُس نے جڑی بوٹیوں کے سوداگر کا بھیس بدل رکھا تھا اور ساتھ ایک جھولے میں مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں بھی جمع کر رکھی تھیں۔ اگرچہ یہ بھی ایک صحرا تھا مگر یہاں گرمی کی شدت کم تھی اور بڑی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ رات کو بڑی سخت سردی ہو گئی۔ عنبر نے جھولے میں سے سیاہ اُون کا کمبل نکال کر اپنے اوپر اوڑھ لیا اور سمٹ کر سو گیا۔ اُسے پھر بھی رات بھر سردی لگتی رہی۔

صبح منہ اندھیرے اُٹھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ سورج نکلا تو گرمی نے اُس کے بدن پر خوشگوار اثر کیا۔ دوپہر کے وقت اُس نے دُور کچھ خیمے دیکھے۔ وہ اُن خیموں کے قریب جا کر گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اُسے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ خیمے کے باہر کچھ بچے کھیل رہے تھے اور ایک بوڑھی عورت بکری کا دودھ دوھ رہی تھی۔ عنبر نے قریب جا کر اُس عورت کو سلام کیا اور کہا کہ اُسے بھوک لگی ہے۔ بوڑھی عورت نے پہلے تو بڑے غور سے عنبر کو دیکھا۔ پھر مٹی کے کٹورے میں دودھ ڈال کر آگے کر دیا۔ عنبر غٹا غٹ سارا دودھ پی گیا۔ عورت اُسے برابر اپنی زرد چمپئی ایسی آنکھوں سے گھور رہی تھی۔ جب وہ دودھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پی چکا تو اُس نے پوچھا۔
"تم کون ہو اور اِدھر کیا لینے آئے ہو؟"
عنبر نے بڑی ملائمت سے کہا۔
"بی بی! میں جڑی بوٹیوں کا سوداگر ہوں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں شہر شہر سفر کر رہا ہوں"
پھر اُس نے جھولے میں سے مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں نکال کر دکھائیں۔ عورت کو عنبر کی باتوں پر یقین آ گیا۔ عنبر نے پوچھا کہ یہاں کوئی مرد دکھائی نہیں دے رہا۔ یہ سب لوگ کہاں چلے گئے ہیں؟ عورت نے اُسے بتایا کہ سارے مرد ساتھ والے شہر میں لوٹ مار کرنے گئے ہوئے ہیں۔ عنبر سمجھ گیا کہ وہ وحشی ہُن قوم کے علاقے میں داخل ہو چکا ہے وہ چلنے لگا تو بوڑھی عورت نے کہا۔
"تمہارے پاس اگر سونے چاندی کے سکے ہیں تو چپکے سے مجھے دے جاؤ ورنہ میرے قبیلے کے لوگ تمہیں لوٹ کر قتل کر دیں گے"
عنبر نے بوڑھی عورت سے کہا۔
"مگر بی بی میں تو ایک من پسند سوداگر ہوں۔ میری تو کسی سے بھی دشمنی نہیں ہے۔ پھر تمہارے قبیلے کے لوگ مجھے کیوں ماریں گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بوڑھی عورت نے سُن کر کہا۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ سارا علاقہ بُن قوم کا علاقہ ہے اور یہاں کوئی غیر قوم کا آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔"

"مگر بی بی! اب میرا کیا ہوگا؟ میں تو واپس بھی نہیں جا سکتا۔"

"پانی کا دیوتا امارس تمہاری حفاظت کرے۔ تم اپنے آپ موت کے منہ میں آگئے ہو۔ میں تمہیں اپنے ہاں پناہ نہیں دے سکتی۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میرے بچے مجھے بھی تمہارے ساتھ ہی قتل کر دیں گے۔"

"تو پھر میں یہاں سے چلا جاتا ہوں۔"

"مگر تم آگے کیوں جا رہے ہو؟ آگے تو وہ خیمے شروع ہوتے ہیں جہاں ہماری ملکہ سمبیکا کا بڑا شاہی خیمہ لگا ہے۔ وہاں تو تم بالکل ہی زندہ نہ بچ سکو گے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"بی بی! مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا۔ میں آگے ضرور جاؤں گا چاہے اس کا نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ نکلے۔"

بوڑھی عورت عنبر کی بہادری پر بہت حیران ہوئی۔ اُس نے اُسے کہا کہ اگر راستے میں کسی نے اُس کو قتل کرنے کی کوشش کی تو وہ آگے سے مقابلہ ہرگز نہ کرے۔ اس طرح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ممکن ہے کہ اُس کی جان بخشی کر دی جائے۔ لیکن اگر اُس نے مقابلہ کیا تو وہ اُسے ہرگز زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

"بہت اچھا بی بی! میں تمہاری نصیحت پر ضرور عمل کروں گا"

اتنا کہہ کر عنبر آگے روانہ ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بَن قوم کی خونخواری جیسی سُنی تھی ویسی ہی ہے۔ یہ قوم آدم خور قسم کی ہے اور وہ ضرور کسی روز موہنجوداڑو میں گھُس کر وہاں کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی۔ وہ چلتا گیا۔ سورج مشرق کی طرف جھکنے لگا تھا اور صحرا میں دھوپ کا رنگ سنہری ہو گیا تھا۔ اچانک عنبر کو سامنے سے کچھ گھوڑ سوار آتے دکھائی دیئے۔ جب وہ قریب آیا تو اُس نے دیکھا کہ وہ لوگ گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور آندھی کی طرح گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ انہوں نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ قریب آ کر سارے گھوڑ سواروں نے عنبر کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اُن کی شکلیں وحشی چیتوں کی طرح تھیں اور اُن کی آنکھوں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی محسوس ہو رہی تھیں ایک گھوڑ سوار کے سر پہ سفید عقاب کے پروں کی کلغی لگی تھی۔ اُس نے گرج کر کہا۔

"کون ہو تم؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# خونخوار عمیکا

چھ سات خونی وحشی ہُن عنبر کو گھیرے کھڑے تھے۔ انہوں نے بھیڑ کی اُون کے کرتے پہن رکھے تھے۔ اُن کے چہرے تپتے ہوئے "تانبے کی طرح چمک رہے تھے۔ اُن کی آنکھوں سے دہشت ٹپک رہی تھی۔ اور اُن کے ہاتھوں میں ننگی "تلواریں تھیں۔ کلغی والے گھوڑ سوار نے دوسری بار گرج کر پوچھا۔

"تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟"

عنبر نے سوچا کہ اب خاموش رہنا مناسب نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔

"میرا نام عنبر ہے۔ میں ملک سندھ کا رہنے والا ہوں اور یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آیا ہوں۔ میں تاجر ہوں۔"

وہ سب وحشیوں کی طرح قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ کلغی دار نے کہا۔

"تم اپنی موت کی تلاش میں یہاں آئے ہو۔ تمہارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پاس سونا ہے؟"

"ہاں ۔ کچھ سکّے ہیں"

"انہیں میرے حوالے کرو اور میرے ساتھ چلو۔"

عنبر نے جیب میں سے سونے کے سکّے نکال کر کلغی دار کے حوالے کر دیئے اور اپنا گھوڑا موڑ کر ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا ۔ ان لوگوں نے عنبر کے گھوڑے کو بیچ میں گھیر رکھا تھا۔ وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کچھ خیمے لگے تھے ۔ یہاں عنبر کو ایک خیمے میں رسیوں سے باندھ کر قید میں ڈال دیا گیا ۔ اُس کا گھوڑا چھین لیا گیا۔ عنبر ساری رات خیمے میں قید کی حالت میں پڑا سوچتا رہا کہ یہاں سے نکل کر ملکہ کے دربار میں جانے کی کیا ترکیب ہو؟ رات گئے تک یہ وحشی باہر ریت پر ایک بھیڑ کو بھون کر کھاتے اور شور مچاتے رہے ۔ ایک وحشی نے آکر بھیڑ کے گوشت کا ٹکڑا عنبر کی جھولی میں بھی پھینک دیا ۔ پھر وہ لوگ باہر ریت پر کھلے آسمان تلے ہی کمبل اوڑھ کر سو گئے۔ عنبر نے اب وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ رسّی بڑی مضبوطی کے ساتھ باندھی گئی تھی اور کوشش کے باوجود اپنے ہاتھ پاؤں نہیں کھول سکتا تھا ۔ ساری رات عنبر نے آنکھوں میں کاٹ دی ۔ صبح ہوئی تو اسے گھوڑے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بٹھا کر وحشی ہُن اپنے ساتھ لے کر آگے چل پڑے ۔ وہ سارا دن چلتے رہے ۔ شام کو انہوں نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں سرو کے درختوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ کھڑے تھے اور یہ درخت اردگرد ٹیلوں پر بھی پھیلے ہوئے تھے ۔ عنبر سمجھ گیا کہ وہ کسی آبادی کے آس پاس ہے۔
وحشی ہُن رات گئے تک گوشت بھُون بھُون کر کھاتے اور شور ہنگامہ مچاتے رہے ۔ عنبر کو انہوں نے خیمے میں باندھ کر قید میں ڈالا ہوا تھا ۔ آدھی رات کے بعد اچانک کسی کی چیخ کی بلند آواز گونجی اور پھر چاروں طرف خاموشی طاری ہو گئی ۔ اس کے بعد اِدھر اُدھر بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں ۔ عنبر نے اُٹھ کر خیمے کے باہر پہرہ دیتے وحشی ہُن سے پوچھا ۔
"کیا بات ہوئی ہے ؟ یہ چیخ کی آواز کس کی تھی ؟"
پہریدار ہُن نے پریشانی کے عالم میں کہا ۔
"کروشکا کو سانپ نے ڈس لیا ہے ۔ وہ مر رہا ہے ۔"
کروشکا اُس کلغی دار ہُن کا نام تھا جس نے عنبر سے پوچھا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے ۔ عنبر نے پہریدار سے کہا کہ مجھے کروشکا کے پاس لے چلو ۔ میں اُس کا علاج کر کے اُسے تندرست کر دوں گا ۔ پہلے تو پہریدار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نے اُس کی پرواہ نہ کی۔ لیکن جب عنبر نے بے حد اصرار کیا اور اُدھر کردشکا کی حالت بھی غیر ہونے لگی تو پہریدار اُسے اسی طرح رسیوں میں باندھے کردشکا کے پاس لے گیا۔ کردشکا کے سارے جسم میں سانپ کا زہر چڑھ گیا تھا اور وہ بے ہوش پڑا تھا۔ دوسرے وحشی ارد گرد پریشان ہو کر کھڑے تھے اور اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنے سردار کی جان کس طرح بچائیں۔ عنبر نے کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے جائیں تاکہ وہ کردشکا کا علاج کر سکے۔ فوراً رسیاں کھول دی گئیں۔ عنبر نے جلتی آگ پر پانی گرم کر کے جھولے میں سے ایک بوٹی کا ست نکال کر اس میں ڈالا اور اُسے نیم گرم کر کے جلدی سے کردشکا کے ہونٹ کھول کر اُس کے حلق میں ٹپکا دیا۔

اُس عرق نے جادو کا کام کیا۔ کردشکا جو کہ مرنے کے قریب تھا۔ بے ہوش تھا اور اکھڑے اُکھڑے سانس لے رہا تھا اُس کی حالت بدلنے لگی۔ اُس کا سانس ٹھیک ہو گیا۔ بخار کی شدت میں کمی آ گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ تمام وحشی بین حیرت کا اظہار کرنے لگے کہ اس نوجوان سوداگر کے پاس کونسی ایسی جادو کی دوا تھی جس نے اُن کے سپہ سالار کو موت کے مُنہ سے بچا لیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کردشکا کو جب معلوم ہوا کہ وہ عنبر سوداگر کی دوا سے اچھا ہوا ہے تو اُس نے تندرست ہونے کے بعد عنبر کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا۔

"میں تمہارے لیے اس کے بدلے میں کر سکتا ہوں؟"

عنبر کو عائکہ کی ماں نے بتا دیا تھا کہ اگر تم کسی وحشی ہُن پر احسان کرو گے تو وہ اُس کا بدلہ چکانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اگر تم نے انکار کر دیا تو وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔ چنانچہ عنبر نے فوراً کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ملکہ عمیکا کے دربار میں پیش ہو کر اُس سے ایک ملاقات کروں۔ تاکہ میرا یہ سفر یادگار رہ جائے۔"

"یہ ہو جائے گا۔"

دوسرے روز کردشکا بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اُس نے عنبر کو ساتھ لیا اور عمیکا کے محل کی طرف چل پڑا۔ ایک دن کی مسافت طے کرنے کے بعد شام کو وہ اُس علاقے میں پہنچ گئے جہاں میدان میں بے شمار خیمے لگے تھے۔ ان خیموں کے بیچ میں ایک بہت بڑا اور عالی شان تھا۔ کردشکا نے عنبر کو بتایا کہ یہ خیمہ ملکہ عمیکا کا ہے۔ انہوں نے وہ رات کردشکا کے خاص خیمے میں بسر کی۔ صبح سویرے تیار ہو کر کردشکا عنبر کو ملکہ عمیکا سے ملانے دربار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لے گیا۔ عنبر نے اُس سے پہلے مصر و شام سوریہ اور بابل و نینوا کے عظیم بادشاہوں کے دربار دیکھے تھے۔ اُس کا خیال تھا شاید ملکہ عمیکا کا دربار بھی اسی قسم کا ہوگا۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ بلا ہریا شان و شوکت کی بجائے عمیکا کے دربار میں ایک سادگی جلال اور دہشت تھی۔ ایک اونچے چھت والے خیمے کے نیچے ان گنت ریشمی قالین بچھے تھے۔ سامنے ایک لکڑی کے تخت پر گاؤ تکیے اور قالین لگے تھے۔ اور اس پر ملکہ عمیکا بیٹھی تھی۔ ایک زرد آنکھوں والا آدم خور قسم کا چیتا سونے کی زنجیر سے بندھا اس کے پاس بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں قالین پر کچھ سفید اور سیاہ داڑھیوں والے درباری خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

کروشکا نے دربار میں داخل ہو کر دو بار جھک کر ملکہ کو سلام کیا اور پھر عنبر کو ایک طرف سلام کر کے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ عنبر نے بھی دو بار جھک کر سلام کیا اور وہ کروشکا کے پہلو میں قالین پر بیٹھ گیا۔ اس وقت عمیکا کے سامنے ایک مقدمہ پیش تھا۔ ایک ہن نے دوسرے ہن کے خیمے میں گھس کر چوری کر لی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عمبکا نے دونوں کے بیانات سننے کے بعد حکم دیا کہ چور کی گردن کاٹ کر اُس شخص کے خیمے کے باہر لٹکا دی جائے جس کے گھر اُس نے چوری کی تھی۔ سپاہی اُس شخص کو پکڑ کر لے گئے۔ عنبر بڑا حیران ہوا کہ یہاں چوری کی سزا گردن کاٹ کر دی جاتی ہے تو قتل کی سزا کیا ہوگی؟ کروشکا نے اُسے بتایا کہ کسی بے گناہ ہُن کو قتل کر دینے کی سزا یہ ہے کہ قاتل کو جنگلی بکرے کی کھال میں زندہ سی کر ریت میں دبا دیا جاتا ہے۔ عنبر کو معلوم ہوا کہ اُن کے قبیلے میں آپس میں قتل کی وارداتیں کبھی نہیں ہوتی تھیں اور چوری کی واردات بھی ایک ایسے شخص نے کی تھی جو کاکیشیا کے علاقے سے وہاں آ کر آباد ہو گیا تھا۔ ورنہ ہُن کبھی چوری نہیں کرتے تھے اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کرتے تھے۔ ہاں دوسرے قبیلے کے لوگوں کو قتل کرنے میں وہ ایک پل کی دیر بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ دشمنوں کے ساتھ وہ بد سے بدتر سلوک کرتے تھے۔

مقدمے کے فیصلے کے بعد عمبکا نے دربار کے وزیروں کو کچھ احکام دیئے اور پھر کروشکا کی طرف دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"کردشکا ! تمہارے ساتھ یہ اجنبی کون ہے ؟ مجھے یہ نوجوان مصر کے ملک سے آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔"

عنبر ملکہ عمیکا کی قیافہ شناسی پر دنگ رہ گیا۔ آج تک کسی نے اُسے اتنی جلدی اور اتنا صحیح نہیں پہچانا تھا۔ کردشکا نے جھک کر کہا۔

"ملکہ ! یہ نوجوان جڑی بوٹیوں کا تاجر ہے اور کہتا ہے کہ وہ ملک سندھ سے آیا ہے اور جڑی بوٹیوں کو تلاش کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے۔ اسے آپ کے نیاز حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔"

ملکہ عمیکا ہنس پڑی۔

"اس نوجوان کو ہمارے قریب لاؤ"

کردشکا نے عنبر کو ساتھ لیا اور ملکہ کے تخت کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ عنبر ملکہ کے تخت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ سونے کی زنجیر میں بندھا ہوا چیتا پریشان ہونے لگا۔ عنبر نے یہ ہمیشہ محسوس کیا تھا کہ جانور اُسے دیکھ کر گھبرا جایا کرتے تھے۔ انسانوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ ایک آسیبی انسان ہے اور دو ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہے لیکن جانور کو احساس ہو جاتا تھا کہ وہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کوئی غیر فطری شے آگئی ہے۔ یہی حال ملکہ عمیکا کے چیتے کا تھا۔ عنبر کے قریب آتے ہی وہ پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اُس کے بدن پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔ پھر وہ ملکہ کے پیچھے جا چھپا۔ ملکہ حیران ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ چیتا اس سے پہلے کبھی کسی کو دیکھ کر خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اُسے دیکھ کر لوگ ڈر جایا کرتے تھے۔ لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ چیتا ایک اجنبی انسان کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا تھا۔ ملکہ نے عنبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"کیا تم ملک مصر کے رہنے والے نہیں ہو؟"

ملکہ کی عقاب ایسی تیز نگاہوں میں بلا کی کشش تھی۔ عنبر پر اُن آنکھوں کے جادو کا اثر ہونے لگا۔ لیکن چونکہ وہ ایک ایسا انسان تھا جس پر ایک آسیب کا سایہ تھا۔ چنانچہ وہ بہت جلد سنبھل گیا اور اُس نے ملکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے کہا۔

"میں ملک مصر میں پیدا ضرور ہوا تھا مگر اس کے بعد وہاں سے چلا آیا۔

اور ملک سندھ میں آ کر آباد ہو گیا۔"

"تم کب مصر میں پیدا ہوئے تھے؟"

"آج سے دو ہزار سال پہلے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس جواب نے سارے درباریوں کو دم بخود کر دیا۔ ملکہ بھی اس کی طرف دیکھ کر پہلے بھونچکی سی ہو گئی اور پھر مسکرا کر بولی۔

"مجھے تم کوئی مسخرے معلوم ہوتے ہو۔ بہرحال تم اگر میرے دربار میں رہ جاؤ تو میں تمہیں اپنے دربار کا مسخرہ بنا لوں گی۔ کیونکہ تم ہنسنے ہنسانے والی باتیں بہت کرتے ہو"

عنبر نے یہ جملہ یونہی نہیں کہا تھا۔ اس نے پختہ ارادہ کرکے یہ فقرہ زبان سے ادا کیا تھا کہ اگر ملکہ نے اس سے پوچھا کہ وہ کس طرح دو ہزار برس سے زندہ ہے تو وہ اسے ثابت کرکے دکھا دے گا۔ اتنی لمبی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ عنبر نے خود جلال میں آ کر اپنی شخصیت کا راز ظاہر کر دیا تھا۔ لیکن یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ملکہ عمبیکا نے اسے مذاق سمجھا۔ عنبر نے بھی بات مذاق میں ٹال دی۔ مگر اسے ملکہ کی اس بات سے دکھ ہوا کہ وہ اسے درباری مسخرے سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ اس نے ادب سے جھک کر کہا۔

"میں آپ کا درباری مسخرہ بننے میں بھی عزت محسوس کروں گا"

اگرچہ عنبر کی بھرے دربار میں بے عزتی ہوئی تھی مگر عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


اسے برداشت کر گیا تھا۔ وہ ملکہ عمبیکا کے ساتھ لڑائی مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ جس مقصد کو لے کر وہاں آیا تھا اُس کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ خاموشی سے ملکہ کی فوج کے سارے راز معلوم کرے۔ ملکہ کی گستاخ زبان سے اتنا ضرور ہوا کہ عنبر نے اُس سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُس مغرور ملکہ کو ایسا مزا چکھائے جسے وہ ساری عمر یاد رکھے۔

"ٹھیک ہے آج سے تم ہمارے درباری مسخرے ہو۔ تمہیں ہمارے دربار میں رہ کر مناسب موقع پر دلچسپ لطیفے سُنا سُنا کر ہمیں خوش کرنا ہوگا۔ کردشکا! اس نوجوان کو مسخرے کا لباس پہنا دو۔"

کردشکا نے سر جھکا کر کہا۔

"جو حکم ملکہ عالیہ!"

عنبر درباری مسخرہ بنا دیا گیا۔ اس کا لباس بڑا مضحکہ خیز تھا۔ پاؤں میں لمبے جوتے۔ چمڑے کا لمبا کرتہ اور سر پہ گول پھندنے والی ٹوپی۔ عنبر نے اس میں اپنی بے عزتی ضرور محسوس کی مگر اُس نے اُسے کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ کردشکا نے اُسے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ تمہیں دربار میں کوئی باعزت عہدہ دلاؤں گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



مگر تم نے یہ کہہ کر کہ تم دو ہزار برس پہلے پیدا ہوئے تھے بھرے دربار میں ثابت کر دیا کہ تم واقعی مسخرے ہو۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان دو ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہو؟"

عنبر نے کہا:

"تمہارا خیال درست ہے کرد شکا!"

"پھر تم نے ایسی مذاق کی بات کیوں کی؟"

"میرا خیال تھا کہ ملکہ میرے جواب سے خوش ہو کر مجھے خوب انعام دے گی۔ لیکن اس نے مجھے مسخرہ بنا کر رکھ لیا۔"

"بہرحال درباری مسخرہ رہ کر بھی انہیں میں خوش قسمت ہی کہوں گا۔ وگرنہ اگر ملکہ ناراض ہو جاتیں تو ابھی تمہارا سر قلم کروا دیتیں۔"

عنبر کرد شکا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"میں خوش قسمت ہوں کرد شکا۔ واقعی خوش قسمت ہوں۔"

اب عنبر باقاعدہ دربار میں ہر روز حاضر ہوتا۔ وہ بات بات پر ملکہ کو اپنی دلچسپ باتوں سے ہنسایا کرتا۔ چیتا اسے دیکھ کر ہمیشہ ملکہ کے عقب میں چھپ کر غرانے لگتا تھا۔ ایک روز ملکہ نے چیتے کو بہت مارا۔ وہ غراتا رہا۔ دھاڑتا رہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



مگر جونہی عنبر کی موجودگی کو محسوس کیا فوراً ملکہ عمیکا کے پیچھے جا چھپا۔ ملکہ نے بھی اس تبدیلی کو محسوس کیا تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک روز عنبر سے پوچھا۔

"عنبر! کیا تمہارے پاس کوئی ایسی ہڈی یا جڑی بوٹی ہے جسے محسوس کر کے ہمارا چیتیا گھبرا جاتا ہے اور تمہارے سامنے نہیں آتا؟"

عنبر نے کہا۔

"ایسی کوئی بھی شے میرے پاس نہیں ہے ملکہ سلامت"

"پھر ہمارا چیتیا تمہیں دیکھ کر کیوں گھبراتا ہے؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا ملکہ سلامت"

عنبر صاف مکر گیا۔ اب اُس کو کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ ملکہ پر اپنی زندگی کے اہم ترین راز کو افشا کرتے پھرے۔ اب وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے ملکہ کی ساری فوج اور اسلحہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے واپس بھاگ جائے۔ اس مقصد کے لیے اُس نے کروشکا کو اپنا دوست بنا لیا۔ کروشکا کی اُس نے زندگی بچائی تھی۔ چنانچہ وہ اُس کا بہت خیال رکھتا تھا اور اُس کی ہر بات مان لیتا تھا۔ ایک روز اُس نے عنبر کو بڑے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


عنبر! اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو کیا تم مجھے اُس کا صحیح جواب دو گے؟"

"ضرور پوچھو"

کروشکا نے کہا۔

"یہ کیا بات ہے کہ ملکہ عمبکا کا چیتا تجھے دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔ حالانکہ وہ تو ایک درندہ ہے۔ اُسے تو نہیں ڈرنا چاہیئے۔ پھر اس کی وجہ کیا ہے؟"

عنبر نے ایک پل کے لیے سوچا کہ کروشکا کو وہ اصل بات بتا دے۔ لیکن پھر اُس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اُس نے مسکرا کر کہا۔

"بات دراصل یہ ہے کروشکا کہ میں چیتے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے گھورتا ہوں تو وہ سہم جاتا ہے۔ کیونکہ جنگل کا ہر جانور انسان سے گھبراتا ہے۔ ہاں اگر انسان ڈر جائے تو پھر جانور اُسے ڈرانے لگتا ہے۔ چونکہ میں چیتے سے ڈرتا نہیں اس لئے وہ مجھ سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔"

کروشکا نے تعجب سے کہا

"کچھ یقین نہیں آ رہا۔ ایسے لگتا ہے جیسے بات کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور ہی ہے جیسے تم مجھ سے چھپا رہے ہو"
"بھلا مجھے تم سے کوئی بات چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ اور بات بھی کیا ہو سکتی ہے؟"
کروشکا اکثر عنبر سے اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں عنبر کو معلوم ہو گیا کہ کروشکا ملکہ سے خوش نہیں ہے۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ اُسے گوارا نہیں تھا کہ ہن ایسی بہادر اور وحشی قوم کی ملکہ ایک عورت ہو۔ اس قوم کی سرداری ایک مرد کو کرنی چاہیئے تھی۔ عنبر نے ایک روز کروشکا کا دماغ ٹٹولنے کے لیے کہہ ہی دیا۔
"ملکہ سلامت بڑی لائق اور قوم کی وفادار ہیں۔ مگر کروشکا جب باہر والے لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ہن ایسی خونخوار اور وحشی قوم پر ایک عورت حکمرانی کر رہی ہے تو وہ اسے پسند نہیں کرتے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"
کروشکا نے اِدھر اُدھر دیکھ کر فوراً اپنا ہاتھ عنبر کے ہونٹوں پر رکھ دیا اور کہا۔
"دیوتا امارس کے لیے یہ بات پھر کبھی زبان پر نہ لانا۔ تم اپنے ساتھ میری گردن بھی قلم کراؤ گے۔"
عنبر نے سرگوشی میں پوچھا۔
"میں یہ بات پھر کبھی زبان پر نہیں لاؤں گا۔ مگر تم مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



صرف اتنا بتا دو کیا میں نے غلط بات کی ہے؟"

"نہیں۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ مگر ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے ملکہ کے اردگرد ساری قوم کے دیوانے جمع ہیں۔ جو اُس کے بیے لاکھوں آدمیوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ بس اب خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔"

عنبر خاموش ہو گیا۔ اُس نے کروشکا سے فوجوں کی تعداد اور اسلحہ کے بارے میں باتوں ہی باتوں میں دو ایک بار کرید پوچھنے کی کوشش کی مگر اُسے تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ حقیقت یہ تھی کہ خود کروشکا کو بھی زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ ملکہ عمبیکا کی فوج بکھری ہوئی تھی۔ جہاں تک عنبر نے اندازہ لگایا تھا ہُن فوج لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ اُن میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انہیں اس طرح تربیت دی گئی تھی کہ وہ جہاں حملہ کرتے اپنی خوراک اور لباس وہیں سے پیدا کرتے تھے۔ وہ دشمن کو پہلے لوٹتے تھے اور پھر قتل کر دیتے تھے۔ یا پہلے قتل کرتے تھے اور بعد میں لوٹ لیتے تھے۔ فوجوں کی تعداد اور مصر پر حملے کے بارے میں کروشکا بے خبر تھا۔ عنبر نے ایک ماہ میں یہ معلوم کیا کہ وہ شخص جس کو ملکہ عمبیکا کے سارے جنگی راز معلوم ہیں وہ اٹالی نام کا ایک جرنیل ہے جو ملکہ کے قریب رہتا ہے۔ عنبر نے جرنیل اٹالی کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا فیصلہ کر لیا۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# صحرائے گوبی سے فرار

لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

ایک روز عنبر دربار میں بیٹھا تھا کہ وہاں ملک سوریہ کا ایک امیر تحفے تحائف لے کر ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عنبر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس شخص کو اس نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ مگر اس نے زیادہ خیال نہ کیا۔ ٹھیک اسی لمحے اس امیر نے بھی عنبر کو دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ وہ امیر ملکہ عمیکا کی ہمدردی اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ملکہ کی خدمت میں تحفے تحائف پیش کرنے کے بعد کہا۔

"ملکہ عالیہ! یہ شخص کون ہے اور یہاں کیسے آیا ہے؟"

ملکہ نے کہا۔

"یہ شخص درباری مسخرہ ہے۔ جڑی بوٹیوں کی تجارت کرنے مصر آیا تھا۔ لیکن ہم نے محسوس کیا کہ یہ سوداگر سے زیادہ مسخرہ ہے۔ چنانچہ ہم نے اسے اپنے دربار کا مسخرہ بنا لیا۔"

امیر کو معلوم تھا کہ ملکہ عمیکا موہنجوداڑو پر چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"مگر ملکہ عالیہ! یہ شخص موہنجو داڑو کے شہزادے کا جاسوس ہے میں نے اسے موہنجو داڑو کے دربار میں دیکھا ہے۔
یہ انکشاف بجلی بن کر ملکہ پر گرا۔ وہ آگ بگولا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ عنبر بھی چکر میں آگیا کہ یہ اچانک پانسہ کیسے پلٹ گیا۔ سارے درباری عنبر کو غصے اور نفرت کے عالم میں دیکھنے لگے۔ ملکہ نے گرج کر کہا۔

"اے درباری مسخرے! کیا یہ بات سچ ہے کہ تم موہنجو داڑو کے شہزادے کے جاسوس ہو؟ اور یہاں ہماری جاسوسی کرنے آئے ہو؟"

عنبر نے سوچا کہ یہاں مکر جانا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"یہ جھوٹ ہے ملکہ عالیہ! میں موہنجو داڑو کے دربار میں جڑی بوٹیوں کے سوداگر کی حیثیت سے گیا ضرور تھا مگر میں جاسوس نہیں ہوں گے"

ملکہ کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ اس نے غصے کے عالم میں اپنے چیتے کی زنجیر کھول دی اور اسے عنبر کی طرف حملے کا حکم دیا۔ چیتا اشارہ پاکر عنبر کی طرف لپکا مگر قریب جاتے ہی بھیگی بلی بن کر واپس ملکہ کے پاؤں میں آکر لوٹنے لگا۔ سارے درباری حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔ ملکہ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس کے پاس درندوں کو ڈرانے کا جادو ہے۔ اسے قید میں ڈال دیا جائے۔ ہم خود اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے اس کی لاش موہنجوداڑو کے دربار میں بھیجیں گے۔"

عنبر کو اسی وقت زنجیریں ڈال دی گئیں اور قید خانے پہنچا دیا گیا۔

یہ قید خانہ زمین کے اندر ایک گڑھا بنا کر بنایا گیا تھا۔ عنبر کو ایک رسّے کے ذریعے اندر ڈال کر رسّہ اوپر سے کھینچ لیا گیا اور گڑھے کے سوراخ پر پتھر رکھ دیا گیا۔ اب وہ ایک تاریک اندھیرے گڑھے میں اکیلا رہ گیا تھا۔ اُسے یوں لگا جیسے وہ زندہ ایک قبر میں اُتر آیا ہے۔ اوپر سوراخ کی جھریوں میں سے روشنی کی ہلکی ہلکی، دھیمی دھیمی کرنیں اندر آ رہی تھیں۔ عنبر سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک پل کے اندر اندر سب کچھ ہی پلٹ کر رہ جائے گا اور وہ دربار سے اُٹھ کر جیل خانے کی کوٹھڑی میں آ جائے گا۔ لیکن اب اِس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ چپ چاپ بیٹھ کر آنے والے حالات کا انتظار کرے۔

صبح و شام ایک وحشی مَن رسّی کے ذریعے اوپر سے گوشت کا ٹکڑا اور تھوڑا سا پانی اندر پھینک دیتا۔ عنبر کو وہاں پڑے پڑے صرف دھیمی دھیمی کرنوں کی روشنی سے ہی معلوم ہوتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کہ اب رات ہو گئی ہے اور اب صبح ہو گئی ہے۔ اُسے اُس اندھیرے گڑھے میں پڑے پڑے چند روز ہو گئے تو وہ پریشان ہو گیا۔ اُسے یوں لگا جیسے ملکہ عمبیکا اُسے گڑھے میں ڈال کر بھول گئی ہے۔ اُسے موت کی تو بالکل پروا نہیں تھی۔ فکر یہ تھا کہ اُس کا منصوبہ خاک میں مل رہا تھا جسے لے کر وہ موہنجو داڑو سے وہاں آیا تھا اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ اُس منصوبے کو ترک کر دے۔ ملکہ عمبیکا سے تو اُسے بَیر ہو گیا تھا اور اُسے ضرور ایک بار مزہ چکھانا چاہتا تھا۔ عنبر کو محسوس ہوا کہ اُس کا وقت بے فائدہ ضائع ہو رہا ہے۔ چنانچہ اُس نے دیوی بلیطیس کو بلانے کا فیصلہ کر لیا۔ اُس نے گڑھے میں ایک طرف بیٹھ کر آنکھیں بند کیں۔ دھیان میں دیوی کی شکل کو سامنے کیا اور آواز دے کر دیوی کو پکارا۔ آخر وہی ہوا۔ اُس کے چھ سات بار پکارنے پر گڑھے میں ایک طرف روشنی لپکی اور دیوی بلیطیس کی بہن اُس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا بات ہے؟ تم نے مجھے اب کس لئے یاد کیا ہے؟ میں نے تمہیں پچھلی دفعہ بھی کہا تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لیے مجھے مت بلایا کرو۔ مجھے تمہارے پاس آتے ہوئے بڑی مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا

"میں معذرت چاہتا ہوں دیوی۔ لیکن معاملہ ہی کچھ ایسا ہے کہ سوائے تمہاری مدد کے میں اور کچھ نہیں کر سکتا۔"

"کیا بات ہے مجھے کھول کر اور جلدی سے بتاؤ۔ میں ایک محل میں اپنے دیوتاؤں کو ناراض کر کے یہاں پہنچی ہوں۔"

عنبر بولا۔

"بات یہ ہے دیوی کہ مجھے ملکہ عمبیکا نے یہاں قید کر دیا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو یہ ایک تاریک اندھیرا گڑھا ہے۔ میں اگر ساری زندگی بھی ٹکریں مارتا رہوں تو یہاں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور صورت حال یہ ہے کہ جب تک میں یہاں سے باہر نہ نکلوں میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"تم یہاں کس خیال کو ذہن میں لے کر آئے ہو؟"

"میں یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ ملکہ عمبیکا کی فوج کی کل تعداد کتنی ہے۔ اس کی فوج کے پاس اسلحہ کس قسم کا ہے اور یہ کہ وہ موہنجوداڑو پر کب حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟"

"یہ تم موہنجوداڑو کے شہزادے کے لیے کر رہے ہو؟"

"ہاں! اس لیے کہ اس نے مجھے اور عاطمہ کو پناہ دی تھی اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس کے ساتھ وفادار رہوں گا۔ دیوی! کیا تم اس سلسلے میں میری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کچھ مدد کر سکتی ہو؟

دیوی نے کہا۔

"عنبر! اس سلسلے میں، شاید میں تمہاری کوئی مدد نہ کر سکوں گی لیکن میں تمہیں یہاں سے باہر ضرور نکال دوں گی۔ اس کے بعد تم نے ساری جدوجہد خود ہی کرنی ہو گی اور خود ہی معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔"

"مجھے منظور ہے۔ تم مجھے اس جہنم سے باہر نکال دو۔"

"آنکھیں بند کر کے منہ دیوار کی طرف کر کے بیٹھ جاؤ۔"

عنبر نے آنکھیں بند کر لیں اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ دیوی بلبطیس نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنبر نے دوسرے لمحے آنکھیں کھولیں تو وہ گڑھے کے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سوائے اس کے اور کوئی نہیں تھا۔ وہ سیدھا اپنے خیمے کی طرف چل پڑا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ وحشی ہُن نے اُسے پکڑ لیا۔ وہ اُسے پہچانتا تھا۔

"تم گڑھے سے باہر کیسے نکل آئے؟"

"جادو کے زور سے۔"

وحشی ہُن ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

"کیا تم جادوگر ہو؟"

"ہاں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"تو پھر چلو ملکہ سلامت کے پاس"
وحشی ہن عنبر کو گھسیٹتا ہوا اپنے گھوڑے تک لے گیا اور اُس نے اُسے گھوڑے پر مُردہ لاش کی طرح ڈالا اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے شاہی محل میں آ گیا۔ کروشکا اور دوسرے درباریوں نے عنبر کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ ملکہ عمیکا کا غصہ اور جلال تو اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ یہ اُس کی شکست تھی کہ اُس کا قیدی ایک تاریک گڑھے میں سے باہر نکل آئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اُس نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"تم اس تاریک اندھیرے گڑھے میں سے باہر کیسے نکل آئے؟"

عنبر نے یہاں بھی اپنا وہی جواب دہرایا۔

"جادو کے زور سے ملکہ سلامت"

"کیا تم جادوگر ہو؟"

"ہاں ملکہ سلامت"

"اس کا ثبوت مہیا کرو۔ اگر ثبوت نہ دیا تو ابھی گردن مار دی جائے گی"

"ثبوت پیش کرتا ہوں ملکہ سلامت!"

عنبر شش و پنج میں پڑ گیا کہ کہیں اُس کا جادو بے اثر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نہ نکل آئے۔ اُس نے خیال ہی خیال میں ایک بار پھر دیوی بلیطلیس کو یاد کیا اور ایک بڑا سا پتھر منگوا کر اُسے قالین پر رکھ دیا۔ پھر اس پر زور سے پھونک ماری تو وہ آگ میں جلنے لگا۔ پھر پھونک مار کر اُس نے پتھر کو بجھا دیا۔ کمال یہ تھا کہ قالین کا ایک دھاگہ بھی نہیں جلا تھا۔ اس کے بعد اُس نے پانی سے بھرا ہوا گلاس منگوایا۔ گلاس اپنے ہاتھ میں لے کر انڈیلنا شروع کر دیا۔ پانی کی ایک دھار مسلسل فرش کے قالین پر گرتی رہی مگر قالین گیلا نہ ہوا۔ ملکہ نے زور سے تالی بجا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ویسے ہی جادوگر ہو جیسے کہ تبّت کے ہوا کرتے ہیں۔ تم آج سے میرے دربار کے شاہی مسخرے بھی ہو گئے اور شاہی جادوگر بھی —— لیکن تمہیں اس وقت تک جیل خانے میں رہنا ہوگا۔ جب تک تم یہ ثابت نہ کرو کہ تم موہنجو داڑو کے بادشاہ کے لیے یہاں جاسوسی نہیں کر رہے ہو۔ اگر اس بار بھی تم جیل توڑ کر باہر آ گئے۔ تو تمہیں ہلاک کر کے اونٹ کی کھال میں بند کر دیا جائے گا۔"

عنبر نے اطمینان کا سانس لیا کہ ملکہ نے دوبارہ اُسے اندھیرے گڑھے میں بند نہیں کر دیا۔ کیونکہ وہاں سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باہر نکلنے کے لیے وہ دوبارہ دیوی بلیطلیس سے مدد کی درخواست نہیں کر سکتا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ قید میں چلا گیا۔ اس دفعہ اُسے جس قید خانے میں ڈالا وہ ایک پتھریلے ٹیلے کے اوپر بنا ہوا تھا۔ سلاخوں والے دروازے کے باہر ایک وحشی ہُن "تلوار کندھے پر رکھے پہرہ دے رہا تھا۔ عنبر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اُسی قید خانے میں ایک اور قیدی پہلے سے ہی محدود تھا۔

یہ قیدی ایک بوڑھا آدمی تھا جس کی شکل چینیوں سے ملتی جلتی تھی۔ وہ کونے میں آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کیئے بیٹھا تھا۔ عنبر اندر آیا تو اُس نے آنکھ اُٹھا کر بھی اُس کی طرف نہ دیکھا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کی عبادت کر رہا ہے۔ عنبر نے اُسے پریشان کرنا مناسب خیال نہ کیا اور چپ چاپ دوسرے کونے میں بیٹھ کر وہاں سے فرار ہونے کی ترکیب سوچنے لگا۔ اس لئے کہ اب کی بار وہ دیوی بلیطلیس کو مدد کے لیے نہیں پکارنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے کی طرح اپنی ہمت کے ساتھ وہاں سے فرار ہو۔

تھوڑی دیر بعد اُس بوڑھے نے آنکھیں کھول کر عنبر کو دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم کون ہو بیٹے؟ اور کس جرم کے بدلے قید میں ڈال دیئے گئے ہو؟"

عنبر نے ساری داستان بوڑھے کو سنا ڈالی۔ صرف اُسے یہ نہ بتایا کہ پہلی بار دیوی بلیطیس نے اُسے اندھیرے گڑھے میں سے نکالا تھا۔ اور یہ کہ وہ موہنجو داڑو کے شہزادے کی طرف سے وہاں جاسوسی کرنے آیا ہوا ہے۔ عنبر نے بوڑھے سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اُسے کس لئے جیل میں ڈال دیا گیا ہے؟ اس پر بوڑھے نے کہا۔

"بیٹا عنبر! میرا نام سانچو ہے۔ میں تبت کا رہنے والا ایک راہب ہوں۔ میرا قصور صرف اتنا ہے کہ میں نے ملکہ عمیکا کے دربار میں آ کر سچے مذہب کا پرچار کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ پانی اور پتھر کے بتوں کی پوجا چھوڑ کر اُس عظیم شہزادے کی عبادت کرے جو دکھی لوگوں کے لئے بہت جلد اُس دنیا میں آنے والا ہے۔ جو ایک رحم دل شہزادہ ہوگا۔ اور جو دکھی لوگوں کے لیے تخت و تاج چھوڑ کر جنگلوں میں چلا جائے گا اور ساری زندگی غریب اور غم زدہ لوگوں کی خدمت کرتا رہے گا ملکہ عمیکا نے مجھے قید کر دیا اور حکم دیا کہ پہلے چاند کی صبح کو میرے جسم کی کھال کھینچ کر مجھے اونٹ کے ساتھ باندھ کر صحرا میں چھوڑ دیا جائے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر کانپ اٹھا۔ اُس بے چارے بے گناہ بوڑھے کے ساتھ یہ اتنا بڑا ظلم ہونے والا تھا۔ اور وہ بوڑھا تبتی نہایت سکون کے ساتھ جیل میں بیٹھا اپنی موت کا انتظار کر رہا تھا۔

عنبر نے پوچھا۔

"بابا کیا تمہیں یہ موت قبول ہے؟ کیا تم اس کے خلاف بغاوت نہیں کرو گے؟"

بوڑھے تبتی کے چہرے پر بڑی معصوم مسکراہٹ آ گئی۔ اُس نے کہا۔

"بیٹا! موت اور زندگی اب میرے لیے ایک برابر ہے۔ میں نے اپنی زندگی بسر کر لی ہے۔ اب اگر میں نیکی اور سچ کے پرچار کے جرم میں ہلاک بھی کر دیا جاؤں تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔"

"بابا کیا تمہارے بچے نہیں ہیں؟"

"ایک لڑکا ہے جو تبت کے بڑے مندر میں پجاری ہے۔ وہ بادشاہ کا شاہی پروہت ہے مگر دل میں وہ مرنے والے شہزادے کو مانتا ہے۔"

"کیا تمہاری خواہش نہیں بابا کہ تم یہاں سے واپس اپنے بیٹے کے پاس تبت جاؤ اور باقی زندگی اپنے بیٹے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مذہب کے پرچار اور تبلیغ میں بسر کرو"

"بیٹا تبت میں بھی نئے مذہب کی تبلیغ کی سزا موت ہے۔ وہاں سب لوگ جنگل اور پہاڑ کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اگر میں نے وہاں اپنے نئے مذہب کا پرچار کیا تو وہ میرے ساتھ میرے بچے کو بھی قتل کر دیں گے"

"کیا تم یہاں سے فرار ہونا نہیں چاہتے بابا؟"

"ضرور چاہتا ہوں بیٹا۔ آزادی کسے عزیز نہیں۔ مگر میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ چاہوں بھی تو یہاں سے بھاگ نہیں سکتا۔ اسی لئے میں نے اپنے لئے موت کو گوارا کر لیا ہے۔ یہاں سے نکل کر کسی وحشی ہُن کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے کہیں بہتر ہے کہ یہاں آرام سے بیٹھ کر موت کا انتظار کروں"۔

"لیکن بابا! میں تو یہاں سے ہر حالت میں فرار ہو جانا چاہتا ہوں"

"تم جوان ہو بیٹے۔ تمہارا حق ہے کہ تم آزاد زندگی بسر کرو اور قید کو گوارا نہ کرو۔ مگر میں بوڑھا ہو چکا ہوں"

"اگر میں تمہیں یہاں سے فرار ہونے میں مدد دوں بابا"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



تو کیا تم میرے ساتھ یہاں سے نکل چلو گے؟

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم یہاں سے نکلنے کے بعد وحشی ہمن قوم اور خونی عمبیکا کے قابو میں نہیں آئیں گے؟"

"میں پوری کوشش کروں گا۔"

عنبر نے فیصلہ کر لیا کہ وہ یہاں سے بہت جلد فرار ہو جائے گا۔ ملکہ عمبیکا کی فوج اور اسلحہ کے بارے میں اُسے اتنا معلوم ہو چکا تھا کہ اُس کی فوج بے شمار ہے اور دوسرے یہ کہ فوج کے اسلحہ میں سوائے "تلوار، تیر کمان اور نیزے کے اور کچھ نہیں ہے۔ ان کے پاس پتھر برسانے والی اور قلعے کی دیواروں میں شگاف ڈالنے والی بڑی توپیں بھی نہیں تھیں۔ اب وہ جلد سے جلد وہاں سے نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ اُس نے قید میں بیٹھے بیٹھے غور کرنا شروع کر دیا کہ کون کون لوگ پہرے پر آتے ہیں اور کون کون وحشی اُن دونوں کو ایک وقت پر کھانا اور پانی دینے آتا ہے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ شام کے وقت جو ہمن پہرہ دینے آتا ہے وہ پہرہ دیتے دیتے کسی وقت اُونگھنے لگتا ہے۔ عنبر نے اُس کے ساتھ قسمت آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک روز جب وہ پہرہ دینے کے لیے آیا تو عنبر نے اُسے سلاخوں کے پاس بُلا کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"پانی پلا دو پیاس لگی ہے۔"

پہریدار نے لکڑی کے پیالے میں پانی لا کر دیا تو عنبر نے پیالہ اُلٹا کر دیا مگر پانی باہر نہ گرا۔ وحشی ہُن کی آنکھیں پھٹ گیئں۔ عنبر نے پیالے کو پھونک ماری۔ اس میں سے آگ کا شعلہ لپکا۔ پھر پھونک ماری تو پانی میں سرخ رنگ کی مچھلی تیرنے لگی۔ اب پھونک ماری تو پیالہ غائب ہو گیا۔ پہریدار ہُن نے پوچھا۔

"تم نے یہ جادو کہاں سے سیکھا ہے؟"

"کیا تم سیکھنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ ضرور۔ کیا مجھے سکھا دوگے؟"

"اس کی ایک شرط ہے"

"وہ کیا؟"

"رات کے وقت اپنے خیمے میں جاکر اپنی بیوی کے سر کا ایک بال لاکر مجھے دو۔ میں اس بال کر منتر پڑھ کر تمہارے کانوں میں ڈال دوں گا۔ بس پھر میرے منتر تمہیں ایک بار سننے کے بعد یاد ہو جائیں گے اور تم پورے جادوگر بن جاؤ گے۔ پھر تم جب چاہو گے اس ملک کا بادشاہ بن سکوگے۔"

"سچ ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


"بالکل سچ"

"میں ابھی اپنی بیوی کے سر کا بال لاتا ہوں"

احمق پہریدار نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اُسے قیدیوں کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیئے۔ اُس پر جادو سیکھنے کا بھوت اس بری طرح سوار تھا کہ وہ سنتے ہی اپنے گھر کی طرف اُٹھ دوڑا۔

عنبر نے پلٹ کر بڑھے تبتی سے کہا کہ وہ ہوشیار ہو جائے۔ عنبر نے زمین پر سے ایک پتھر اُٹھایا ہاتھ سلاخوں سے باہر نکال کر اُسے تالے پر مارنا شروع کر دیا۔ چھ سات بار چوٹ مارنے کے بعد تالا کھڑاک سے ٹوٹ کر دُور جا گرا۔ عنبر نے جلدی سے سلاخوں والا دروازہ کھول دیا اور بڑھے تبتی سے کہا۔

"بابا! جلدی سے باہر نکل آؤ۔ وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے"

بڑھا تبتی اُٹھ کر قید خانے سے باہر آگیا۔ عنبر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ رات کی خاموشی اور اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ دُور خیموں میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ پہریدار اُسی طرف بھاگ کر گیا تھا۔ جلدی میں وہ اپنا گھوڑا وہیں چھوڑ گیا تھا۔ عنبر نے قریبی اصطبل میں جا کر ایک اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گھوڑا چپکے سے کھول دیا۔ اُس پر بوڑھے تبتی کو سوار کرایا اور پہریدار کے گھوڑے پر خود سوار ہوا۔ اُس نے تبتی بوڑھے سے کہا۔

"اب ہمیں کسی جگہ بھی نہیں رُکنا۔ ساری رات سفر کرنا ہے۔ ہمارا رُخ قطب ستارے کے جنوب مشرق کی جانب ہوگا"

اُس نے اپنے اور بوڑھے تبتی کے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور دونوں گھوڑے رات کی خاموشی میں بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔

---

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# پھر قید میں

سفر اس لئے بھی خطرناک تھا کہ دشمن ہُن قوم کے خونی وحشی تھے۔

عنبر چاہتا تھا کہ راتوں رات صحرا میں جتنی دُور نکل سکتا ہے نکل جاتے۔ کیونکہ یہ اطلاع ملتے ہی کہ دو قیدی فرار ہو گئے ہیں وحشی ہُن سپاہیوں کو ضرور اُن کے تعاقب میں نکل پڑنا تھا۔ عنبر بوڑھے تبتی کے ساتھ ساری رات سفر کرتا رہا۔ دن نکلا تو اُن کے گھوڑے تھک گئے۔ وہ ایک چھوٹے سے خشک تالاب کے پاس جاکر رُک گئے جس میں تھوڑا سا پانی ایک طرف جمع تھا۔ انہوں نے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ درختوں پر سے پتے جھاڑ کر انہیں کھلائے۔ خود بھی پانی پیا اور سوچنے لگے کہ اب کس طرف کو سفر شروع کیا جائے۔ قطب ستارہ غائب ہو چکا تھا۔ بوڑھے تبتی نے کہا۔

"اگر ہم اس رُخ کو چلتے جائیں تو ایک روز اور ایک رات کے سفر کے بعد دریائے آمو کے کنارے پہنچ جائیں گے۔ وہاں سے ہم دریا پار کر کے ملک تبت کی طرف روانہ ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



جاؤں گا اور تم دریا کے ساتھ ساتھ تین روز سفر کرنے کے بعد ملک سندھ کے شمالی خطے میں داخل ہو جاؤ گے جسے قندھار کہتے ہیں۔"

"کیا تم تبت چلے جاؤ گے؟"

"ہاں! لیکن اگر تم بھی میرے ساتھ آنا چاہو تو مجھے بڑی خوشی ہوگی تبت پُراسرار بلاؤں اور جادوگروں کی سرزمین ہے۔ میں تمہیں اپنے بیٹے سے ملاؤں گا۔ تم اسے مل کر بڑے خوش ہو گے۔"

"بابا! میں تمہارے ساتھ ضرور جاتا مگر اس وقت میرے ذمّے ایک فرض ہے جسے ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ملک سندھ میں موہنجو داڑو پہنچ کر اپنا فرض ادا کرنے کے بعد تمہارے ملک تم سے ملنے آؤں۔"

"میں تمہارا انتظار کروں گا۔ تبت کے شہر میں آکر تم بڑے پجاری آتنا کر کا کسی سے پوچھ لینا۔ وہ میرا بیٹا ہے۔ میں اسی کے پاس ہوں گا۔ مجھے تم سے مل کر بڑی خوشی ہوگی۔"

"میں ضرور آؤں گا بابا! میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے۔ وحشی ہُن ملکہ تمبیکا کے حکم پر ضرور ہمارا پیچھا کر رہے ہوں گے۔"

وہ ابھی اُٹھ کر چلنے کی تیاریاں ہی کر رہے تھے کہ دُور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سے سواروں کی گرد اڑتی نظر آئی۔ وہ سمجھ گئے کہ دشمن آن پہنچے ہیں۔ مگر وہاں صحرا میں کہیں بھی چھپنے کو جگہ نہ تھی۔ بوڑھا تیتی بے چارہ گھبرا گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اُن کی موت سر پر پہنچ گئی ہے اور اب انہیں کوئی طاقت دشمن ہٹن نزم کے سپاہیوں سے نہیں بچا سکتی۔ اُس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب کیا ہوگا بیٹے؟ دشمن کے سپاہی تو سر پر آن پہنچے ہیں؟"

عنبر نے بوڑھے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنے رب عظیم پر بھروسہ ہے۔ دشمن ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ کیونکہ ہم بے گناہ ہیں۔ ہم نے اُن کے خلاف کوئی جرم نہیں کیا۔"

"مگر بیٹے وہ تو ننگی تلواریں لہراتے، گھوڑوں پر سوار بڑھے چلے آ رہے ہیں اور ہمارے پاس اس صحرا میں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مجھے اپنی موت کا کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ لیکن تمہاری موت کا دُکھ ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ تم ابھی جوان ہو اور تم نے ابھی زندگی میں بہت کچھ کرنا تھا۔"

"بابا! تم میری موت کا فکر نہ کرو۔ یہ لوگ مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



مار نہ سکیں گے"

"مگر بیٹا! وہ تعداد میں زیادہ ہیں اور اُن کے پاس تلواریں ہیں ہم تنہا ہیں اور نہتے ہیں۔ ہم اُن کا مقابلہ کیسے کر سکیں گے۔ وہ یقیناً ہمیں ہلاک کر دیں گے۔"

"فکر نہ کرو بابا! جو میرے ربِ عظیم کو منظور ہوگا وہی ہوگا"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ سامنے سے گرد چھٹ گئی اور اس میں سے چار گھوڑ سوار نمودار ہوئے۔ وہ ہُن قوم کے وحشی سپاہی تھے۔ وہ چیخیں مارتے، ننگی تلواریں لہراتے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے بھی عنبر اور بوڑھے قیدی کو دیکھ لیا تھا۔ انہیں ملکہ عمبیکا نے حکم دے دیا تھا کہ دونوں فرار ہونے والے قیدیوں کو دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے اور اُن کی گردنیں کاٹ کر اُس کے دربار میں پیش کی جائیں۔ کیونکہ عمبیکا کی قید سے فرار ہو کر انہوں نے ایک ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا موت ہے۔

عنبر اور بوڑھا چپ چاپ کھڑے تھے۔ وحشی ہُن گھوڑے دوڑاتے آئے اور اُن کے گرد گھیرا ڈال کر مسرت سے نعرے لگانے لگے۔ وہ ہوا میں اس طرح تلواریں لہرا رہے تھے جیسے کسی دشمن کا مقابلہ کر رہے ہوں۔ اُن وحشیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کا سردار گھوڑا دوڑاتے ہوتے عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے فوراً بوڑھے تبتی سے کہا کہ وہ زمین پر لیٹ جائے۔ بوڑھا جلدی سے زمین پر لیٹ گیا۔ سردار تلوار لہراتا ہوا عنبر کا سر تن سے جدا کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ اُس نے پوری طاقت کے ساتھ اپنی تلوار عنبر کی گردن پر ماری۔ اُس کا خیال تھا بلکہ سارے وحشیوں کا خیال تھا کہ عنبر کی گردن سردار کا طاقتور وار کھا کر گاجر مولی کی طرح کٹ کر ریت پر گر پڑے گی اور اُس کی لاش تڑپنے لگے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے تلوار عنبر کی گردن پر پڑی اور ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ جیسے کسی لوہے کی چٹان سے ٹکرا گئی ہو۔ وحشی سردار چکر میں آ گیا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ زمین پر لیٹا ہوا بوڑھا تبتی بھی بھونچکا سا ہو گیا تھا۔ وحشی حبشی سپاہیوں نے جنگلی جانوروں کی طرح زور سے چیخیں ماریں اور اب دوسرا سپاہی سردار کا اشارہ پا کر تلوار لہراتا ہوا عنبر کی گردن قلم کرنے کے لیئے آگے بڑھا۔ عنبر اپنی جگہ پر خاموش کھڑا رہا۔ سپاہی نے آگے بڑھ کر پوری طاقت کے ساتھ عنبر کی گردن پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ پہلے کی طرح اس دفعہ بھی سپاہی کی تلوار عنبر کی گردن سے ٹکرائی۔ ایک چھناکے کی آواز پیدا ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور تلوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی ۔ سردار بجلی کی طرح کڑکا ۔

"اِس کا قیمہ کر دو"

سارے سپاہی تلواریں لہراتے عنبر پر لپکے اور دھڑا دھڑ اُس کے سر اور کندھوں پر تلواریں چلانی شروع کر دیں ۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے ساری کی ساری تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ریت پر گر پڑیں اور سپاہیوں کے ہاتھوں میں صرف تلواروں کے دستے ہی رہ گئے ۔ اب تو وحشی سپاہی ٹھٹھک کر سوچنے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ جس آدمی کو وہ قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہیں وہ کوئی دیوتا تو نہیں جو انسان کے بھیس میں اُن کے درمیان آ گیا ہے؟ دوسرے ہی لمحے اُن پر خوف طاری ہو گیا ۔

اب عنبر کی باری تھی ۔ اُس نے زمین پر سے ٹوٹی ہوئی تلوار کا ایک پھل اٹھا کر اُسے ہوا میں اچھال دیا ۔ یہ پھل تیر کی طرح ایک سپاہی کی طرف لپکا اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کے دل میں اتر گیا ۔ سپاہی نے ہیبت ناک چیخ ماری ۔ خون کا فوارہ اُس کے سینے سے پھوٹا اور وہ زمین پر گر کر مر گیا ۔ عنبر دوسری تلوار کا پھل اٹھانے لگا تھا کہ وحشیوں کے سردار نے آگے بڑھ کر اُس کے آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سجدہ کر دیا۔

"اے دیوتا! ہمیں معاف کر دو۔ ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہم نے تمہیں غلط سمجھا تھا۔ تم دیوتا ہو۔ تم امارس دیوتا ہو۔ ہمیں معاف کر دو۔ ہم پر رحم کرو۔

عنبر اُن وحشی گنواروں کو کیا کہتا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے اور یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ بہر حال اس نے اپنے خدا کا شکر ادا کیا کہ بوڑھے تبتی کی جان بچ گئی تھی۔ ورنہ اگر پہلا وار اُس پر کیا جاتا تو اُس کی گردن گاجر مولی کی طرح ضرور کٹ جاتی۔ اسی لئے عنبر نے بوڑھے کو زمین پر لیٹ جانے کے لیے کہا تھا۔ سردار ابھی تک دوسرے سپاہیوں کے ساتھ سجدے میں گرا ہوا تھا۔ عنبر نے اس کے سر پر اپنا پاؤں رکھ کر کہا۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ لیکن اپنے تازہ دم گھوڑے ہمیں دیتے جاؤ۔ اور خبردار سارا راستہ پیدل چلنا۔ اگر کسی جگہ تم گھوڑے پر سوار ہوئے تو تم پر اُسی وقت، اُسی جگہ میرا عقاب نازل ہو جائے گا اور میں آسمانی بجلی بن کر تمہیں ہلاک کر دوں گا۔"

سردار نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"اے دیوتا! آپ کا جو حکم ہوگا ہم وہی کریں گے۔ یہ تازہ دم گھوڑے آپ لے لیجئے اور ہمیں اپنے تھکے ہوئے گھوڑے دے دیجئے ہم واپس سارا راستہ پیدل چلیں گے اور ایک پل کے لیے بھی گھوڑوں پر سوار نہ ہوں گے۔"

"اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ جلدی کرو۔"

تینوں سپاہی ایک بار پھر سجدہ کرنے کے بعد تھکے ہوئے گھوڑے لے کر واپس بھاگ گئے۔ بوڑھا تلتیّ حیران ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیوں کر اور کیسے ہو گیا؟ اس نے زمین پر سے اٹھ کر عنبر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اے نوجوان! یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ کیا واقعی تم کوئی دیوتا ہو یا تمہارے پاس کوئی زبردست جادو ہے؟"

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کوئی دیوتا نہیں ہوں بابا!"

"تو پھر تم سے یہ کرامت کیسے ہوئی کہ دشمن کی "تلواریں" تمہاری گردن سے ٹکراتے ہی ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر ٹکڑے ہو کر گر پڑیں؟"

"یہ محض جادو کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔"

عنبر بوڑھے تلتیّ کو اپنے راز سے آگاہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جادو اس زمانے میں ایک عام بات تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہر کوئی کسی جادوگر کا شاگرد بن کر جادو کرنا سیکھ لیتا تھا۔ مگر بوڑھے تبتی نے ایک زمانہ دیکھا تھا۔ اُسے عنبر کی بات پر اعتبار نہ آیا۔ مگر اس نے عنبر سے کوئی وضاحت بھی طلب نہ کی۔ اُس نے یہی ظاہر کیا کہ اُسے عنبر کی بات پر یقین آ گیا ہے۔ لیکن دل کے اندر اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ عنبر پر کسی آسیب کا سایہ ہے۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے نکل چلنا چاہیئے میں نے سپاہیوں کو اسی لئے پیدل چلنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کے بعد کوئی اور سپاہی ہمارا پیچھا کرنے یہاں نہ آ جائیں۔ جب تک یہ وحشی پیدل چلتے ملکہ نمیکا کے دربار میں پہنچیں گے ہم دریائے آمو کے کنارے پہنچ چکے ہوں گے۔"

وہ دونوں تازہ دم گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ اور آگے چل پڑے۔ وحشی سپاہیوں کے تازہ دم گھوڑے بڑی تیزی سے اپنا سفر طے کر رہے تھے۔ شاہی اصطبل میں خوراک کھا کھا کر وہ بڑے توانا ہو رہے تھے اور ہوا کی لہریں بن کر اڑے چلے جا رہے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بہت جلد دریائے آمو کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کنارے پہنچ گئے۔ یہاں سے بوڑھے تبتی کو عنبر سے جدا ہو جانا تھا۔ اُس نے عنبر کو گلے لگا کر پیار کیا اور کہا۔

"بیٹے تم نے اس بوڑھے کی جان بچائی ہے۔ میں تمہارے اِس احسان کا کبھی نہ کبھی بدلہ ضرور اتاروں گا۔ میں اپنے دیس تبت جا رہا ہوں۔ اور تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ پہلی فرصت میں میرے دیس ضرور آنا۔ میرا بیٹا زنناکر بڑا پروہت ہے۔ تم بڑی آسانی سے اُس تک پہنچ جاؤ گے۔

"خدا تمہارا نگہبان ہو بابا۔ میں موہنجوداڑو سے فارغ ہو کر تمہارے دیس تبت کی سیر و سیاحت کرنے ضرور آؤں گا۔"

بوڑھے تبتی نے ایک بار پھر عنبر کو گلے سے لگا کر اس کا ماتھا چوما۔ اور اپنا گھوڑا دریا پار کرنے کے لیے پانی میں ڈال دیا۔ جب تک بوڑھے نے دریا پار نہیں کر لیا، عنبر کنارے پر کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ دریا پار کر کے بوڑھے نے پلٹ کر عنبر کو دیکھا۔ دونوں نے ہاتھ ہلا کر ایک دوسرے کو الوداع کہا اور اپنے اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ بوڑھا تبت کی طرف اور عنبر موہنجوداڑو کی طرف۔

ادھر بھائیں بے چاری ایک بار پھر ظالم سیاہ فام کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



قید میں مصیبت کے دن کاٹ رہی تھی۔ اُس کی نقل و حرکت پر زبردست پہرہ بٹھا دیا گیا تھا۔ سیاہ فام نے اُسے اتنی بھی اجازت نہیں دے رکھی تھی کہ وہ اپنی کوٹھڑی سے ایک پل کے لیے باہر آ سکے۔ وہ سارا دن اور ساری رات کوٹھڑی میں پڑی رہتی اور اپنے ربِ عظیم کی عبادت کیا کرتی۔ اُس نے دل ہی دل میں کتنی بار اپنے منہ بولے بھائی شامی اور عنبر کو یاد کیا اور سوچا کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ کس مصیبت میں گرفتار ہے تو وہ اس کی مدد کرنے ضرور آئیں۔ لیکن دونوں بھائی اس کی پریشانیوں سے بے خبر تھے۔ شامی واپس اپنے وطن موہنجو داڑو پہنچ کر کاروبار میں مشغول ہو گیا تھا۔ وہ گھوڑوں کی تجارت کرتا تھا اور شہر میں اُس کا ایک بہت بڑا اصطبل تھا۔ جہاں ملک ملک کے تاجر آ کر اپنا مال فروخت کیا کرتے تھے۔

ایک روز تھائیں کو ایک کنیز نے جو کہ کھانا دینے آئی تھی بتایا کہ سیاہ فام شہزادہ اسے گھوڑوں کے ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کر رہا ہے۔ وہ بے چاری اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی۔ اُس کی قسمت میں ہی یہی لکھا تھا کہ وہ جانور کی طرح ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بکتی رہی ۔ وہ ایک جانور، اور بھیڑ بکری بن کر رہ گئی تھی ۔ اُس کی شخصیت اور عزت و وقار ختم کر کے رکھ دیا گیا تھا ۔ اُس نے کنیز کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ بے بس و مجبور عورت ہے ۔ اُس کا مالک اگر اُسے مار بھی ڈالے تو وہ کچھ نہیں کر سکتی ۔ کنیز بے چاری بھی اُس کی حالت پر آنسو بہاتی واپس چلی گئی ۔

اُس کی اطلاع بالکل صحیح تھی ۔ دو روز بعد سیاہ فام شہزادے کے ہاں گھوڑوں کا ایک سوداگر آن کر ٹھہرا ۔ سیاہ فام اُسے لے کر تھائیس کی کوٹھڑی میں آیا ۔ سوداگر ایک گول مٹول کا اور کلوٹا بجو نما آدمی تھا جس کی ایک ٹانگ لنگڑی تھی اور وہ چھڑی کے سہارے چلتا تھا ۔ اُس نے تھائیس کی طرف گھور کر دیکھا ۔ سیاہ فام شہزادے نے کہا ۔

"میں نے اس کنیز کو ایک لاکھ بیس ہزار درہم میں خریدا تھا ۔ یہ کنیز یمن کے بادشاہ حمورابی کے حرم میں رہ چکی ہے اور شاہی ادب آداب سے پوری طرح واقف ہے ۔ یہ بڑی سلیقہ مند اور وفادار کنیز ہے گھر میں اگر ایک ہزار آدمیوں کی بھی دعوت ہو تو یہ پلک جھپکنے میں سارے کا سارا بندوبست کر دیتی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور اپنی نگرانی میں ایسے عمدہ کھانے پکواتی ہے کہ لوگ مدتوں یاد رکھتے ہیں۔"

گھوڑوں کے تاجر نے کہا

"ہمیں آپ کی زبان پر بھروسہ ہے۔ ہم اسے ایک لاکھ بیس ہزار درہم میں آپ سے خرید لیتے ہیں۔ ہمیں آپ کی دوستی اس کنیز سے زیادہ عزیز ہے۔ ہم آپ کو ناامید نہیں کرنا چاہتے۔ آج سے یہ کنیز ہماری ہے۔ آیئے دالان میں بیٹھ کر رقم گن لیجیئے۔"

وہ دونوں باہر چلے گئے۔ ثفائیس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ ایک بار پھر بیچ دی گئی تھی۔ کاش کوئی تو اسے اپنی بہن یا ماں سمجھ کر اُس سے بات کرتا۔ کوئی تو اُسے بیٹی کہہ کر پکارتا۔ مگر وہاں کوئی بھی اُس کا بیٹا، بھائی یا باپ نہیں تھا۔ وہ سارے کے سارے سوداگر تھے اور اُسے ایک جانور کی طرح ایک ہاتھ سے خرید کر دوسرے ہاتھ میں فروخت کر رہے تھے۔

ثفائیس اپنے ربّ عظیم کی رضا سے راضی ہو گئی۔ وہ صبر شکر کرتے بیٹھ گئی۔ وہ بے چاری اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی!

لنگڑے سوداگر نے دالان میں آکر سکّوں کی تھیلیاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کھول کر تخت پر ڈال دیں اور پوری کی پوری رقم گن کر سیاہ فام کے حوالے کر دی۔ سیاہ فام نے ساری رقم ایک ہتھیلی میں ڈال کر اپنے غلام کو دی اور سوداگر سے کہا۔
"آپ کنیز کے مالک ہیں۔ جس وقت چاہیں اُسے لے جا سکتے ہیں۔"
"میں ابھی اُسے ساتھ لے کر یہاں سے اپنے وطن کی طرف کوچ کر جانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کچھ مال ہے شاید اُسے راستے میں ملک سندھ میں فروخت کرنا چاہوں اس لئے جلدی سفر پر روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔"
"جیسے آپ کی مرضی"
سیاہ فام نے کوٹھڑی میں جا کر تھائیس کے دونوں ہاتھوں میں رسی باندھی اور اُسے ایک جانور کی طرح باہر نکال کر لنگڑے سوداگر کے پاس آ گیا۔ رسی لنگڑے سوداگر کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے اُس نے کہا۔
"یہ آج سے آپ کی ملکیت ہے۔"
سوداگر نے تھائیس کو ایک اونٹ کے کجاوے پر بوڑھی کنیز کی حفاظت میں سوار کروایا اور اپنے قافلے کے ساتھ ملک سندھ کی جانب روانہ ہو گیا۔ یہ سوداگر ملک آسام کا رہنے والا تھا۔ اور راستے میں موہنجو داڑو کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



شہر میں اپنے کچھ گھوڑے اور اونٹ فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مصر سے موہنجوداڑو کی طرف ایک تھکا دینے والا طویل سفر شروع ہو گیا۔ نفاتیس دوسری یا شاید تیسری بار یہ لمبا اور مصیبت کا مارا سفر کر رہی تھی۔ بوڑھی کنیز اگرچہ اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کر رہی تھی پھر بھی نفاتیس کی آنکھوں میں اپنے ماں باپ کو یاد کر کے بار بار آنسو آ جاتے تھے۔ اُسے ابھی تک بالکل علم نہیں تھا کہ وہ کس طرف کو سفر کر رہی ہے اور یہ کہ اُن کی منزل کون سا شہر ہے۔

سفر کرتے ہوئے اُسے ایک مہینہ ہو گیا تو نفاتیس نے محسوس کیا کہ وہ جن راستوں پر سے گزر رہی ہے وہ اُس کے دیکھے بھالے ہیں۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے بوڑھی خادمہ سے پوچھ ہی لیا کہ وہ کس شہر کو جا رہے ہیں۔ خادمہ نے سوچا کہ انہیں سفر کرتے ہوتے ایک مہینہ ہو گیا ہے اب بتانے میں کوئی حرج نہیں۔ اُس نے کہا۔

"ہم موہنجوداڑو کی طرف جا رہے ہیں"

اتنا سننا تھا کہ نفاتیس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ مگر اس نے اپنی خوشی بوڑھی خادمہ سے چھپائے رکھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



موہنجو داڑو اُس کے اپنے وطن کا سب سے قریبی شہر تھا۔ اور پھر موہنجو داڑو میں عنبر تھا۔ اس کا منہ بولا بھائی شامی تھا۔ وہاں پہنچ کر وہ اُن سے ملنے کی کوشش کر سکتی تھی اور اگر ایک بار وہ اُن سے مل گئی تو وہ اُسے اس غلامی سے ضرور نجات دلا کر ہی دم لیں گے۔

ڈیڑھ ماہ کی طویل مسافت کے بعد لنگڑا سوداگر اپنا قافلہ لے کر موہنجو داڑو کے شہر میں داخل ہو گیا۔ وہ شام کو کارواں سرائے میں اُترے۔ سارے قافلے والے تھکے ہوئے تھے۔ وہ سرائے میں اُترتے ہی کھانا وغیرہ کھا کر سو گئے۔ نتھائیں رات بھر جاگتی رہی اور سرائے کی سلاخ دار کھڑکی میں سے باہر دیکھتی رہی۔ وہ چاہتی تھی کہ کوئی عورت اُدھر سے گزرتی ہوئی مل جائے جس کے ہاتھوں وہ شامی یا عنبر کے لیے پیغام بھجوائے۔ مگر رات کے وقت ادھر سے کوئی نہ گزرا۔ علاوہ ازیں لنگڑے سوداگر کا بدشکل کالا بھدا غلام تلوار لیے بار بار کوٹھڑی میں آ کر دیکھ جاتا تھا کہ نتھائیں کیا کر رہی ہے۔ وہ صبح کا انتظار کرتے کرتے سو گئی۔ اُس کی آنکھ کھلی تو دھوپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نکل آئی تھی اور باہر کچھ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ تھائیں نے دروازے کے ساتھ کان لگا کر سنا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے یک آواز اُس کی جانی پہچانی ہے۔

---

وہ جانی پہچانی آواز کس کی تھی؟
تھائیں کو لنگڑے تاجر کی غلامی سے کیسے نجات ملی؟ عنبر موہنجو داڑو کیسے پہنچا؟ وحشی ہُن قوم نے ملکہ عمبکا کی قیادت میں حملہ کیا تو اُس کا کیا انجام ہوا؟ عنبر نے ملک تبت میں جا کر کیسے کیسے اسرار دیکھے؟
یہ سب کچھ اس ناول کی ساتویں قسط میں ملاحظہ کیجیے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# طلسماتی ناول

جناب آغا اشرف کی طلسماتی تحریر نے ایک نیا انداز پکڑا ہے۔
پرویز کی زندگی ایسے ایسے طلسماتی واقعات میں گزرتی ہے کہ پڑھتے پڑھتے آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

| | |
|---|---|
| سنہری سیب کا عرق | ۴/- |
| کالا سورج | ۴/- |
| آنکھ میں جنگل | ۴/- |
| لاشوں کی ہری | ۴/- |
| شیطانی کھوپڑی | ۴/- |
| وحشی پرندے | ۴/- |
| خبیث روحیں | ۴/- |
| خون کا غسل | ۴/- |
| بھوت محل | ۴/- |
| شوطار ناگ | ۴/- |

انشاء اللہ آپ پڑھیں گے تو داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز،
۱۹۹۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور نمبر۲ / ۵۴۰۰۰

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

آغا اشرف کے قلم سے

# حق و باطل کی جنگ کے عبرتناک واقعات

اسلام نے کفر کے خلاف کیا کیا جنگیں لڑیں اور کن ناگزیر حالات کے تحت جنگیں لڑیں۔ ہر جنگ لڑنے کے اسباب اور اس کی عبرتناک داستان پر مبنی دلچسپ دس اسلامی جنگوں کا مکمل سیٹ!!

۱۔ ہاتھیوں کا لشکر
۲۔ سفید گھوڑوں کا لشکر
۳۔ خونی چٹانیں
۴۔ خون کی آندھی
۵۔ پتھروں کی بارش
۶۔ خوفناک شعلے
۷۔ شیرپنجہ
۸۔ پیاسی تلواریں
۹۔ لاشوں کا فرش
۱۰۔ آگ کے گولے

شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز
لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی